
ماہنامہ الحقیقہ پاکستان
ربیع الاول شریف
بھی گزر گیا
وفا
سیدنا غوث اعظم کا ایک وعظ
منصبِ نبوت اور مقامِ حدیث
خاندانِ رسالت کے دینی کارنامے
حضور سیدنا غوث اعظم کے اخلاقِ محامد
اس کے علاوہ بے شمار دینی
ومعلوماتی تحریریں

حمد و نعت

(پروفیسر محمد حسین آسی)

ہواؤں پر نہ کچھ بھی ناخداؤں پر بھروسا ہے
مری کشتی کو مولا کی عطاؤں پر بھروسا ہے
نبی ﷺ کے فیض سے میرا توکل ہے خدا پر ہی
وہ ڈوبیں جن کو اپنے دیوتاؤں پر بھروسا ہے
نہیں مٹ سکتا رب کو صدق دل سے ماننے والا
وہ فانی ہیں جنہیں جھوٹے خداؤں پر بھروسا ہے
وہ رکھے یاد قصہ آگ کو گلزار کرنے کا
اگر باطل کو نمرودی جفاؤں پر بھروسہ ہے
ابابیلوں سے جس نے ابرہہ کے فیل مروائے
ہمیں اس قدرت حق کی اداؤں پر بھروسا ہے
جو بازار نبی ﷺ میں بک گئے، وہ بک نہیں سکتے
خدا کے دین کو ان باوفاؤں پر بھروسا ہے
ندامت ان کو لے جائے گی دامانِ شفاعت تک
ارے زاہد مجھے اپنی خطاؤں پر بھروسا ہے
خدا شاہد انہیں کچھ ڈر نہیں خورشید محشر کا
جنہیں سرکار ﷺ کی کملی کی چھاؤں پر بھروسا ہے
کبھی والشمس کے جلووں کا مینہ ہم پر بھی برسے گا
ہمیں واللیل کی کالی گھٹاؤں پر بھروسا ہے
سنا ہے غم کے ماروں کو بلالیتی ہیں طیبہ میں
در سرکار ﷺ کی قدسی فضاؤں پر بھروسا ہے
ہجوم غم میں بھی آسی کو ہم نے مطمئن پایا
کہ اس کو شیخ کامل کی دعاؤں پر بھروسا ہے

(جل جلالہ و صلی اللہ علیہ والہ وسلم)

يا ايها النبي جاهد الكفار والمنافقين واغلظ عليهم
اے نبی! کافروں اور منافقوں سے جہاد کیجئے اور ان پر سختی کیجئے (التوبہ)

تکمیلِ دینِ حق کی عظیم تحریک شیرانِ اسلام کا ترجمان

ماہنامہ مجلہ الحقیقہ (پاکستان)

ربیع الثانی 1425ھ جون 2004ء جلد نمبر 4 شمارہ نمبر 8

فہرست

زرِ تعاون
پاکستان (فی پرچہ) 15 روپے سالانہ بذریعہ ڈاک -/150 روپے

	فی پرچہ	سالانہ چندہ
یورپ	1 پونڈ	10 پونڈ
یو ایس اے	1.5 ڈالر	15 ڈالر
عرب ممالک	3 ریال	30 ریال

رابطہ: صوفی محمد آصف نقشبندی انچارج دفتر الحقیقہ لاثانی نگر شکرگڑھ

پبلشر: پروفیسر محمد حسین آسی نے احمد دین پرنٹرز داتا مارکیٹ لاہور سے چھپوا کر مرکزی دفتر مجلہ الحقیقہ لاثانی نگر شکرگڑھ فون نمبر: 451734 (نارووال) سے شائع کیا

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

يونس-۶۲

ترجمہ: سن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم

اداریہ

([illegible] کے قلم سے)

لو ۱۲ ربیع الاول شریف بھی گزر گیا

الحمدللہ، ربیع الاول کا ماہ مقدس اپنی عظمتوں، برکتوں اور سعادتوں کے ساتھ آیا اور گزر گیا۔ خصوصاً سال کا وہ دن جو اللہ کے سب سے بڑے رسول سب سے بڑے حبیب اور سب سے بڑے مظہر ﷺ کی نسبت سے سب سے بڑا دن ہے، بحر و بر، کوہ و کمر، شرق و غرب اور شمال و جنوب پر انوار و تجلیات کی بارش کر کے رخصت ہو گیا۔ اس دن کو پورے عالم اسلام میں نہایت اہتمام اور تزک و احتشام سے منایا گیا۔ محافل میلاد منعقد ہوئیں (جو کیم ربیع الاول شریف سے شروع ہو چکی تھیں) جلوس نکالے گئے، جھنڈیاں لگائی گئیں، راستے سجائے گئے اور وسیع پیمانے پر صدقہ و خیرات کا اہتمام کیا گیا۔ شہر تو شہر ہیں، اس بار دیہات میں بھی یہ مقدس ترین دن نہایت تقدس اور جوش و خروش سے منایا گیا۔ خدائے بزرگ و برتر اپنے محبوب اعظم و اکبر ﷺ کے طفیل اس ذوق و شوق کو قبول فرمائے اور اس میں مزید برکتیں پیدا فرمائے۔ آمین!

مگر برادران عزیز، یوم میلاد یا ماہ میلاد منانے کا یہ انداز کافی نہیں۔ ہمیں ٹھنڈے دل سے ملک و ملت کے مسائل کا تجزیہ کرنا چاہئے اور اس دن کی روشنی میں ان کا حل تلاش کر کے اس پر عمل پیرا ہونا چاہئے۔ اگر ہم ایک دن تو حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کی تشریف آوری کی خوشیاں منائیں اور سارا سال اس تشریف آوری کے مقاصد اور برکات کو فراموش کئے رہیں تو گویا ہم نے اس عظیم دن اور عظیم مہینے کی کوئی قدر نہیں کی۔ ہاں ہاں محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کس طرح عرب کے متحارب قبائل ہی کو نہیں، دنیا بھر کی مختلف قوموں کو شیر و شکر کر دیا۔ حضور پرنور ﷺ نے کس طرح بہترین معیشت اور بہترین معاشرت عطا فرما کر دنیا کو رشک بہشت بریں بنا دیا۔ حضور ﷺ نے بنی نوع انسان کو وہم و گمان کی ظلمات سے نجات دلا کر ایمان و یقین سے منور کیا اور اس کی نگاہوں سے پردے اٹھا کر عالم غیب سے روشناس کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ حضور پرنور جان ایمان و اصل عرفان ﷺ تشریف لائے تو علم و تحقیق کی راہیں کھلیں اور انسان کو اسرار کائنات کی تلاش کا سودا ہوا۔ حق یہ ہے کہ حضور ﷺ تشریف لائے تو سب کچھ دنیا میں آ گیا۔

۱۔ حضور آئے تو چمکیں فکر انسانی کی تحریریں
حضور آئے تو ٹوٹیں جبر و ظلم کی زنجیریں

۲۔ بجے ذہنوں کا زنگ اترا، بجھے چہروں کا نور آیا
حضور آئے تو انسانوں کو جینے کا شعور آیا

۳۔ بشر کی پیشوائی کیلئے شمس و قمر آئے

حضور آئے تو امکانات ہستی بھی نظر آئے

تمدن آیا، تہذیب آئی، امن آیا، قرار آیا

حضور آئے تو عالم پر بہار آئی، نکھار آیا

ہاں ہاں یہ سب حق ہے، یہ سب سچ ہے مگر ہم نے یہ دن منا کر اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت تو دے دیا، اور کیا سیکھا؟ یہ ٹھیک ہے، جب مذہب کی گرفت ڈھیلی ہو رہی ہے اور اس وقت دنیا میں کوئی دین بھی اپنے ماننے والوں کے لئے ضابطہ حیات بلکہ ضابطہ اخلاق نہیں رہا، اور کوئی عیسائی، یہودی، ہندو یا پارسی وغیرہ اپنے مذہب کی تعلیمات کو کوئی اہمیت نہیں دیتا ان سب ادیان باطلہ کو جنون ہے تو محض اسلام کو (معاذ اللہ) مٹانے کا جس کے ماننے والے آج بھی میلاد منا کر ہی سہی اپنے نبی کریم و اکرم ﷺ سے اپنی نسبت غلامی کا ثبوت دیتے ہیں، جس کے پاس انجیل، تورات، زبور وغیرہ الہامی اور وید، ژند وغیرہ مذہبی کتابوں کے برعکس آج بھی قرآن اصل حالت میں موجود ہے اور ہزاروں لاکھوں آندھیوں اور طوفانوں کے باوجود اس کا شوشہ تک تبدیل نہیں ہو سکا ہاں ہاں قرآن پاک ہی موجود نہیں اس کی مراد و تفسیر بھی حدیث رسول پاک ﷺ کی شکل میں زندہ ہے۔ یہی قرآن ہے اور سنت کی شکل میں یہی اسوۂ رسول ﷺ ہے جس پر چل کر مسلمان اپنے دور کے امام اور ہادی بن گئے تھے، جو جہاں گئے انسانیت کے چمن میں بہار آگئی اور جن کے قدوم میمنت لزوم نے شرک و کفر ہی سے نجات نہیں دی بلکہ ظلم و ستم اور فحاشی و عیاشی سے انسانوں کی حفاظت کی وہ انسان جو سفلی جذبات و شہوات کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بنا ہوا تھا، ابھرا، اٹھا اور مہر و ماہ سے آگے نکل گیا۔

وہ اسوۂ رسول ﷺ جس کی پیروی کرنے والے اقوام عالم کے سردار بن گئے، وہ قرآن جس نے انسانوں کو مکان سے اٹھا کر لامکان تک پہنچا دیا تھا اور وہ نظام حیات جو بنی نوع انسان کے انفرادی، اجتماعی، اخلاقی، روحانی، سیاسی، معیشی و معاشرتی مسائل کا مجرب حل ہے۔ ہمارے پاس ہے، بلکہ ہمارے ہی پاس ہے، ہم اس کے امین ہیں اور اسے چار دانگ عالم تک پہنچانا ہماری ذمہ داری ہے، مگر ہم خود اس کے انوار سے محروم ہیں اور اس محرومی کی بنا پر روز بروز پستیوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ یہ کیسی بدقسمتی ہے کہ ہم ڈنکے کی چوٹ اپنے مسلمان ہونے کا اعلان نہیں کر سکتے اگر یں تو 'لبرل مسلمان' ہونے کا کرتے ہیں، جو اسلام ہمارے وجود اور ہماری بقا کا ضامن ہے۔ ہماری آبرو کا سرمایہ ہے، ہمارے مسائل کا حل ہے، ہمیں پھر اقوام عالم کی امامت کے منصب پر فائز کر سکتا ہے اسی کو ہم معاذ اللہ اپنے لئے بوجھ سمجھتے ہیں اور اپنی مسلمانی کو چھپانے کے لئے مختلف بہانے ڈھونڈتے پھرتے ہیں، کاش محسن ملت مفکر پاکستان حضرت اقبال علیہ الرحمۃ کا فرمان ہی پیش نظر رہتا

قوم مذہب سے ہے، مذہب جو نہیں، تم بھی نہیں

جذب باہم جو نہیں، محفل انجم بھی نہیں!

جناب صدر! آپ جن شیطانوں کا غصہ ٹھنڈا کرنے کے لئے لبرل مسلمان بنتے ہیں، انہیں لفظ مسلمان سے چڑ ہے، تو کیا اپنے لئے صرف 'لبرل یا سیکولر' کا لقب پسند کریں گے۔ ہاں ہاں یہ امریکی و یورپی شیطان جن کے غضب کو آپ غضب الٰہی پر فوقیت دیتے ہیں، ان کا یہی حال ہے،

﴿ وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ﴾ (البقرہ:۱۲۰)

ترجمہ: اور ہرگز تم سے یہود اور نصاریٰ راضی نہ ہوں گے جب تک ان کے دین کی پیروی نہ کرو۔

۱۲۔ ربیع الاول شریف کا دن کتنا متبرک تھا۔ کاش اپنے اللہ سے، اپنے رسول ﷺ سے، اپنے آباؤ اجداد رضی اللہ عنہم سے تجدید عہد کرتے، اپنی آوارہ منشی سے توبہ کرتے اور سچے دل سے دامن اسلام تھامتے۔ قرآن پاک نے حق فرمایا!

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَاۗفَّةً ۠ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴾ (البقرہ:۲۰۸)

ترجمہ: اے ایمان والو اسلام میں پورے داخل ہو اور شیطان کے قدموں پہ نہ چلو، بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

جناب صدر! کوئی بیان بطور مسلمان بھی دیجئے۔

ہماری سادگی دیکھئے، ہمیں امید تھی جناب پرویز مشرف ۱۲ ربیع الاول شریف کو اسلام نافذ کرنے کی خوشخبری سنائیں گے اور قوم جو غیرت ایمانی سے روز بروز دور ہوتی جارہی ہے، اسے پھر یہ نشہ چڑھانے کی کوشش کریں گے کچی بات یہ ہے کہ صدر صاحب کے سید ہونے کی بنا پر ہم ان سے بڑی توقعات وابستہ

کئے تھے اور اکثر و بیشتر حسنِ ظن سے کام لے کر ان کی افسوس ناک اداؤں پر خاموش رہے تھے مگر افسوس! ابھی تک ہمارا ایسا کوئی اندازہ پورا نہیں ہوا اور ہمارا کوئی خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہوا۔

اسی ربیع الاول شریف کو لے لیجئے۔ جناب صدر نے، ان کے حمالی نے، ان کی کابینہ نے کونسا کارنامہ سرانجام دیا جس سے اسلام کو فائدہ پہنچتا، خیر جہاں جناب صدر فیصل آباد کے گھنٹہ گھر کی طرح اقتدار و اختیار کا مرجع بنے ہوں وہاں کسی اور سے کیا توقع اور جہاں سیدزادہ اسلام پر تیشہ زنی کر رہا ہو، وہاں کسی دوسرے سے خیر کی کیا امید۔

ایک طرف ہماری توقعات اور دوسری طرف ۲۳ ربیع الاول شریف (۱۵ مئی) کا بیان جو کئی صبح اخبارات کی زینت بنا، دیکھ لیجئے۔ پہلے اتنی بات سمجھ لیجئے، پاکستان میں جو شیطان مرد اور عورتیں اسلام کے تشخص سے بیزار ہیں، ان میں عاصمہ جہانگیر کا ناپاک نام بہت ہی نمایاں ہے۔ یہ ایک عرصے سے اپنی شیطانی سازشوں میں مصروف ہے۔ چونکہ ایک عرصے سے پاکستان کے حکمران 'غیرت' کے بارے میں غیر جانبدار بلکہ دشمن چلے آ رہے ہیں، اس لئے اس قسم کی مخلوق کو یہاں کھلم کھلا زہر اگلنے کی چھٹی ہے، سنا ہے کہ یہ کم بخت عدالتوں میں جاتی ہے تو بڑے بڑے جج بھی اس کے چونچلوں کا شکار ہو جاتے ہیں اور اس ذلیل کو قابلِ احترام سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ اوپر گزرا ہمیں امید تھی حضرت اقبال علیہ الرحمہ کے فرمان کے مطابق ممکن ہے پرویز مشرف "مردے از غیب بروں آید و کارے بکند" کا مصداق ہو اور اس قسم کی غیرت کش اور اسلام دشمن آوارہ مزاج عورتوں کا سدِ باب ہو سکے، مگر صدر کا تازہ بیان بالکل اسی بدبخت عورت کی زبان میں ہے یوں لگتا ہے جیسے صدر پر اس کا سایہ ہے اور ان کی زبان پر وہی بول رہی ہے (واقعی بعض بول 'بدتر از بول' ہوتے ہیں)۔ بیان سراپا خسران، سراسر ہذیان ملاحظہ ہو

> صدر مشرف نے کہا ہے حدود آرڈیننس اور توہینِ رسالت قانون کا ازسرِ نو جائزہ لیا جائے تا کہ اس کا غلط استعمال نہ کیا جا سکے۔ انھوں نے انسانی حقوق کے آزاد قومی کمیشن کے قیام کا اعلان کیا ہے۔ یہ کمیشن انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا جائزہ لے کر اپنی سفارشات دے گا۔ صدر نے کہا حکومت نے عوام کو اقتصادی اور سماجی لحاظ سے بااختیار بنانے کے لئے اقدامات کئے ہیں جن سے عوام میں شعور بیدار ہونا شروع ہو گیا ہے۔ انھوں نے کہا حکومت نے ملک میں خواتین کی تقدیر بدلنے کے لئے خصوصی اقدامات کئے ہیں اور انھیں سینٹ، قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں سیاسی کردار دیا گیا ہے تا کہ وہ بھرپور حصہ لے سکیں۔
>
> (روزنامہ پاکستان لاہور مورخہ ۲۵ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ ۱۶ اپریل ۲۰۰۴ء)

دیکھا یہ ہے جناب صدر کی مسلمانی۔ اسلام دشمنوں کو خصوصاً بش اینڈ کمپنی کو توہینِ رسالت ایکٹ سے بڑی خار ہے اور پاکستان میں حضور پرنور ﷺ کی شان میں جو گستاخی کی جاتی ہے، اس کے پیچھے عموماً امریکی ہاتھ ہوتا ہے اور ایسے بدبخت شیطان کو پھانسی کے تختے سے بچا کر اعزاز و اکرام کے ساتھ پاکستان سے باہر بھیجنے کے احکام صادر ہوتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ ابھی مسلمانوں میں اتنی غیرت ضرور ہے کہ وہ حتی الوسع ایسے شیطانوں کو کیفرِ کردار تک پہنچا کے دم لیتے ہیں۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ سید ہونے کا دعویٰ کرنے والا صدر یہ نہیں کہتا کہ حضور پرنور ﷺ کی گستاخی کسی قیمت پر برداشت نہیں کی جائے گی اس کو فکر ہے تو گستاخانِ رسول کے تحفظ کی، افسوس، شہیدِ کربلا سے شجرۂ نسب جوڑنے والا شخص اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غیرت سے کتنا خالی ہے۔ یہ قول ہی منحوس نہیں بلکہ اس سے بھی منحوس ہے اور جہاں ایسی حکومتیں اکٹھی ہو جائیں، مسائل حل نہیں ہوتے، بلکہ زیادہ بگڑتے ہیں۔ ہاں ہاں، واللہ یہ قومی مصائب و مسائل حبیبِ یکتا ﷺ سے بے وفائی کا نتیجہ ہیں اور صورتِ حال پہلے سے زیادہ خراب ہے۔ وہ شخص کسی احمقوں کی جنت میں رہتا ہے جو کہتا ہے اقتصادی اور سماجی مسائل حل ہو رہے ہیں اور جو کہتا ہے کہ خاتون کو اسمبلی میں لا بٹھایا جائے تو عورتوں کے مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ آنکھیں کھول کر دیکھئے دہشت گردی، غنڈہ گردی، قتل و غارت، مہنگائی، ملی بے آبروئی، ملکی بے وقاری، تعلیمی بحران۔ ملازمین کی تنگ دستی، رشوت خوری، غرض کونسا مسئلہ حل ہوا ہے یقیناً اس کی وجہ وہی ہے جو بزرگ فرما گئے ہیں

محمد عربی کآبروئے ہر دو سراست (صلی اللہ علیہ وسلم)
کسے کہ خاک درش نیست، خاک بر سر او

رئیس التحریر، عمدۃ المحققین، حضرت قبلہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی مدظلہ کا نوازش نامہ

12-05-2004

حضرت قبلہ علامہ محمد حسین صاحب آسی مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! آپ بیمار رہے۔ پھر ہسپتال داخل رہے۔ اللہ نے کرم فرمایا آپ صحت مند ہو کر شکر گڑھ پہنچے۔ میں ان دنوں خود "بدست ڈاکٹراں افتادہ بودم" آپ کی عیادت کے لیے حاضر نہ ہو سکا۔

مجھے ماہنامہ 'الحقیقہ' کبھی کبھی ملتا ہے۔ اس ماہ "الحقیقہ" کا میلاد نمبر آیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ کے قلم کی نازخرامی اہل ذوق کو دعوت مطالعہ دے رہی ہے گھر لے گیا۔ اطمینان سے پڑھنے لگا۔ پڑھتا گیا اور یوں محسوس کرنے لگا کہ میں آپ کی مجلس میں بیٹھا آپ کے قلم کی آواز سن رہا ہوں۔ میں کہہ نہیں سکتا کہ آپ نے 'الحقیقہ' کا اداریہ لکھا ہے۔ یا اپنی داستان حیات لکھی۔ تذکرہ احباب لکھا۔ جو کچھ بھی لکھا۔ خوب لکھا۔

بانگ قلم دریں شب تار   بس معنیٔ خفتہ کرد بیدار

مجھے معلوم نہیں کہ آپ کے قارئین آپ کی نوے صفحات پر پھیلی ہوئی تحریر کو کس انداز سے پڑھیں گے مگر مجھے بڑا لطف آیا۔ آپ نے کئی موضوعات پر قلم اٹھایا۔ ہر موضوع پر اچھی گفتگو کی۔ ہمارے علماء کرام اس طرح نہیں لکھتے۔ اور وہ لکھنے کی کوشش بھی نہیں کرتے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ایسی تحریروں کو ذوق مطالعہ کے لیے مناسب بھی نہ گردانتے ہوں مگر آپ کا قلم نثر کو نظم کے انداز میں لکھتا ہے قلم کوثر کا حصہ بنا کر آگے بڑھتا ہے یوں محسوس کرتا ہوں شعر نہیں نثر میں ایک نگینہ جڑا ہوا نظر آتا ہے۔ آپ نے ہسپتال میں بیٹھ کر کئی موضوعات پر اظہار خیال کیا۔ میں ہر موضوع کا مطالعہ کر کے لطف اٹھاتا رہا۔ اپنے پیر و مرشد سے عقیدت کا اظہار اپنے پسندیدہ احباب کی تعریف۔ اپنے ڈاکٹروں اور نرسوں پر نظر کرم، اپنے مخالفین پر "کلک رضا ہے خنجر خونخوار و برق بار" بن کر حملے کیے۔ بعض مقامات پر ایسے الفاظ بھی آگئے ہیں جو "آسی" کو بھی عاصی بنا دیتے ہیں۔ مجھے آپ کی تلخ نوائی نے بھی لطف بخشا۔ بعض سیاسی شخصیات آپ کی قلم کی زد میں آئیں۔ بعض دینی حضرات تیر نگاہ کا نشانہ بنے۔ مگر ہر انداز پسند آیا۔

میں آپ کی نوے صفحات کی تحریر پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے قلم و فکر کی شگفتگی میں برکت دے۔ اور آپ مجلہ کے صفحات کو اپنے علم و فضل سے حصہ بخشتے رہیں۔ لوگ لکھتے نہیں۔ اگر رسالہ تیار کرتے ہیں تو ہمرتی کے مضمون اِدھر اُدھر سے شائع کر کے عوام تک پہنچاتے رہتے ہیں پڑھنے والے ایسے مضامین پڑھ پڑھ کر تھک گئے ہیں۔ آپ نے اس نمبر میں خود آگے بڑھ کر قلم اٹھایا ہے اور خوش کر دیا ہے اور مجھے کہنے دیں کہ یہ خصوصی نمبر دراصل الحقیقہ کا "آسی نمبر" ہے۔ مجھے مزید کہنے کی اجازت دیں کہ اگلے ماہ پھر میو ہسپتال میں داخل ہو جائیں۔ بیمار بن کر نہ سہی۔ بیمار بن کر ان کے پاس پہنچ جائیں۔ خواتین ڈاکٹروں کو اپنے کمرے میں نہ آنے دیں۔ مگر مرد ڈاکٹروں کو صرف میٹھی گولیاں کھلانے کی اجازت دیں اور پھر کہیں

چل مرے خامے بسم اللہ!

جب نوے صفحات پورے ہو جائیں چھٹی لے کر شکر گڑھ چلے جائیں اور لوگوں کو بتائیں اب تو میں تندرست ہوں۔ آپ پہلے عالم دین ہیں جو ہسپتال میں رہ کر خوش کن اداریہ لکھتے ہیں ورنہ ہمارے پرانے علماء کرام تو جیل کی سلاخوں کے پیچھے بیٹھ کر تفسیریں لکھتے رہے ہیں میں آپ کا جیل جانا پسند نہیں کرتا مگر ہسپتال جانے کے لیے اصرار کرتا ہوں بلکہ التجا کرتا ہوں۔

میرا خیال ہے اگر آپ الحقیقہ کی طرف خصوصی توجہ دیں اور راہوار قلم کو مہمیز لگائیں تو ہم جیسے تشنہ لبان نظم و نثر محظوظ ہوتے رہیں گے۔ اور راہیں دیکھیں گے کہ کب شکر گڑھ کی ندی لاہور تک آتی ہے

آتی ہے ندی فراز کوہ سے گاتی ہوئی   کوثر و تسنیم کی موجوں کو شرماتی ہوئی

الحقیقہ کا یہ شمارہ رکھنے کے قابل ہے اور اگر آپ خود لکھیں تو پھر ایک مستقل فائل بنانے کے قابل ہوگا۔ میں نے آپ کی تحریر کو پسند کیا ہے ضروری نہیں کہ سب پسند کریں، ناپسند کریں، تنقید کریں، در جواب آں غزل کچھ لکھیں تو لطف آ جائے گا۔

آپ بے شک اپنی سرگزشت لکھتے جائیں۔ تاثرات لکھتے جائیں، سیاسی اور دینی حضرات کے خاکے تیار کرتے جائیں۔ اپنے احباب کا ذکر کرتے جائیں اپنے مخالفین کو للکارتے جائیں۔ (بے شک ہسپتال میں بیٹھ کر ہی سہی) مگر خود لکھیں۔ بخدا آپ اچھا لکھتے ہیں اور خوب لکھتے ہیں اور بے شک کہتے جائیں!

آسی کی عمر کان پکڑتے گزر گئی!

والسلام

اقبال احمد فاروقی

نقیب اہل سنت، فخر المدرسین حضرت علامہ محمد منشا تابش قصوری کا نوازش نامہ

مفکر اسلام وسنیت، شاعر طریقت وروحانیت، عالم علوم جدیدہ وقدیمہ

حضرت علامہ مولانا پروفیسر محمد حسین صاحب آسی نقشبندی قادری دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج اقدس۔ اللہ کرے آپ صحت وتندرستی سے ہوں، علالت کی خبروں سے تشویش رہی، اپنی جماعت کے طلباء سے دعائے صحت کرائی اور اس کریم ورحیم سے امید ہے کہ اب آپ کافی حد تک بعافیت ہوں گے۔

یوں تو موقر ماہنامہ "الحقیقہ" کا ہر شمارہ ہی مضامین کی نوعیت کے اعتبار سے خاص ہوتا ہے مگر ربیع الاول ۱۴۲۵ھ/مئی ۲۰۰۴ء کا شمارہ نمبر ۷ تو حقیقتاً خصوصی ہے۔ میلاد نمبر میں ایک طویل گوشہ کو "میو ہسپتال نمبر" سے تعبیر کیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہوگا، یہ حصہ کئی اعتبار سے قابل مطالعہ اور لائق صد تحریک وتحسین ہے۔ اہل علم وقلم کا قید وبند سے دوچار ہونا یا ہسپتال کا کنج عافیت کا میسر آنا نعمت سے کم نہیں گو آپ جہان علالت کے سفیر تھے مگر اس حصہ کی تحریر دلپذیر اکسیر سے کم نہیں، نہ جانے کتنے ہی ایمان وایقان اور سچے سُچے عقیدے کی ابدی دولت سے بہرہ مند ہوں۔

حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی گجراتی رحمۃ اللہ تعالیٰ جب "اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ" کی تفسیر کر رہے تھے تو سخت بیماری کے باعث اسی میو ہسپتال ہی میں داخل ہوئے انہیں بصیرت وفراست سے محسوس ہو رہا تھا کہ اب وقت کی نبض مجھ سے اجازت لیا چاہتی ہے تو انہوں نے بوسیلہ حبیب کبریاء ﷺ دعا کی مولیٰ تعالیٰ اگر میرے وصال کا وقت آہی گیا ہے تب بھی مجھے اپنے محبوبوں کے متعلق جس آیت کریمہ کی تفسیر شروع کرائی ہے مکمل کر لینے دے چنانچہ فوراً صحت لوٹ آئی اور گھر آتے ہی تفسیر شروع کر دی جب اس آیت کریمہ کی تفسیر مکمل ہوئی اور ادھر سے بلاوا آ گیا۔ حضرت جوار رحمت سے ہمکنار ہو گئے۔ حضرت مولانا سید غلام معین الدین نعیمی اشرفی رحمۃ اللہ تعالیٰ مدیر مسئول "الفت روزہ سواد اعظم لاہور" صاحب علم وقلم اور متعدد کتب کے بہترین مترجم تھے۔ مگر ان کے وسائل رزق انتہائی محدود تھے۔ اپنی بچیوں کو ﷺ کتابت کا فن انہوں نے خود سکھایا تھا وہ سواد اعظم اور دیگر کتابوں کی کتابت کر کے گزر اوقات کرتے مگر اپنی اس صفت کو ظاہر نہ ہونے دیا۔ یہاں تک کہ اسی ہسپتال میں داخل ہوئے۔ اور بستر علالت پر فرشتہ اجل پہنچ گیا، آپ کے پاس اس وقت حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی، حضرت مولانا مفتی محمد حسین نعیمی علیہما الرحمۃ تشریف فرما تھے کہ اچانک گویا ہوئے "گرامی قدر حضرات حدیث پاک میں آیا ہے "غربت بعض اوقات ایمان کو چھین لیتی ہے۔ مگر آپ دونوں بزرگ گواہ رہیں کہ میں ایمان کی دولت لئے بارگاہ صمدیت میں حاضر ہو رہا ہوں یہ کہتے کلمہ کا ورد زبان پر جاری ہوا اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

الحمد للہ علی منہ وکرمہ آپ روبصحت ہسپتال سے آئے اور صحت مندوں سے زیادہ رواہوار قلم کو چلایا اور نہایت ہی نئے نرالے اور اچھوتے انداز میں عقائد ونظریات حقہ کو اجاگر کرتے ہوئے باطل نظریات وشخصیات کی مٹی پلید کی جو رہتی دنیا تک یادگار رہے گی خیر مٹی تو ان کی پہلے ہی پلید تھی آپ نے تو صرف واضح کیا کہ کوئی نا سمجھ اس سے تیمم نہ کر بیٹھے کیونکہ تیمم کے لئے بھی تو پاک مٹی کا ہونا شرط ہے۔

اس مضمون کو الگ رسالہ کی صورت میں شائع کر دیا جائے تو بہت ہی اچھا ہو۔ اسے پڑھ کر کئی بھولے بھالے مسلمان جو باطل کی چالبازی کا شکار ہیں بچ سکتے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ بجاہ حبیبہ الاعلیٰ ﷺ آپ کو صحت کاملہ مرحمت فرمائے اور نظم ونثر سے حقائق کو چمکاتے جائیں اور باطل کو مٹاتے جائیں۔ آمین ثم آمین!

اس سے قبل آپ نے عظیم الشان علمی تحفہ "توحید اور محبوبان خدا کے کمالات" سے نوازا میرے پاس الفاظ نہیں جن سے شکریہ ادا کیا جائے۔ پھر بھی حدیث شریف شکریہ ادا کرنا واجب ہے لہٰذا بہت بہت شکریہ۔ باقی حالات لائق صد شکر ہیں۔ رفقائے ادارہ سے سلام مسنون

والسلام مع الاکرام

طالب دعا: محمد منشا تابش قصوری مرید کے

۲۳ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ/۱۵ مئی ۲۰۰۴ء بروز شنبہ

☆—☆—☆

اتحاد ملت کی ضرورت وصورت (۱۷)

محمد حسین

بات یہ ہو رہی تھی کہ جناب مودودی نے ملت اسلامیہ کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا تو اسے وہ ملت شرکیہ ہی نظر آئی۔ ان کے نقطہ نظر سے صرف نام ہی کے اعتبار سے وہ ملت 'اسلامیہ' تھی، ورنہ اسے کسی پہلو سے بھی اسلام سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ عام مشرکین اور ان مومنین میں جو فرق ہے، وہ مودودی صاحب کے الفاظ میں دیکھئے

'فرق صرف یہ ہے کہ ان کے ہاں اہلکار علانیہ الٰہ، دیوتا، اوتار، یا ابن اللہ کہلاتے ہیں اور یہ انہیں غوث، قطب، ابدال، اولیاء اور اہل اللہ وغیرہ کے الفاظ کے پردوں میں چھپاتے ہیں' (تجدید واحیائے دین)

اب میں پھر اس بات کو دہراتا ہوں، ٹھنڈے دل سے غور کیجئے کہ غوث، قطب، ابدال، اولیاء اور اہل اللہ کی اصطلاحات مسلمانوں کے جاہل طبقے میں مروج ہیں یا وہ عظیم شخصیات بھی جو ہمیشہ دین اسلام کی پہچان بنی رہی ہیں، اس قسم کے الفاظ وتراکیب استعمال کرتی رہی ہیں بلکہ ان کے ہاں ان تصورات کی بھرمار ہے۔ مثلاً امام ربانی شیخ مجدد الف ثانی اور دوسرے جلیل القدر مجددین، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی جیسے شیخ محقق اور ان کے علاوہ دوسرے محدثین، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کے آباء وابناء (یعنی ان کے بزرگ اور بیٹے پوتے) جیسے وسیع النظر فقہاء ومفسرین علیہم الرحمہ۔ اگر یہ سب حضرات اس قسم کی اصطلاحات کا استعمال اپنی تقریر وتحریر میں کرتے آئے ہیں تو فرمائیے مودودی صاحب کس کو مشرک کہہ رہے ہیں، کیا صرف عوام کو یا (در پردہ نہیں بلکہ وضاحت سے) سب اکابر اسلام کو شرک کی بھینٹ چڑھا رہے ہیں، ہاں بات پوری طرح واضح کرنے کے اور ان کے شرک وکفر کا اعلان کرنے کے باوجود ان کا نام معلوم اس لئے نہیں لیا کہ مودودی کی 'حکمت' یہی ہے جس کی بنا پر اپنے گھر میں اپنی ماں پر وہابیت ظاہر نہ کر سکے تھے اور 'نذر ونیاز' کے حرام کھانے بھی بڑے ذوق وشوق سے کھاتے رہے تھے۔ دیکھئے وہابیت نے اسمٰعیل دہلوی سے مودودی تک آتے آتے کتنی ترقی کر لی ہے۔ جناب اسمٰعیل نے ساری امت کو مشرک کہنے کے ساتھ ساتھ غوث الاغیاث، فرد الافراد، شہنشاہ بغداد حضور شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو صراط مستقیم میں غوث الثقلین (یعنی جنوں انسانوں کا غوث بمعنی فریادرس) لکھا ہے۔ کہاں غوث کہ مودودی کے لئے وہ بھی موت کا پیغام تھا، اور کہاں یہ غوث الثقلین جو اس سے بھی کئی درجے آگے ہے۔ بدبختی کی انتہا یہ ہے کہ مودودی کے نزدیک 'ابدال'، 'اولیاء' وغیرہ بھی انہیں شرکیہ الفاظ میں شامل ہیں حالانکہ 'ابدال' کا لفظ حدیث پاک میں (جیسا کہ گذشتہ قسط میں آچکا ہے) اور اولیاء کا لفظ قرآن وحدیث دونوں میں ہے۔ اب فرمائیے ان شرکیہ الفاظ کے مروج کرنے کی ذمہ داری کیا اکابر اسلام پر عائد ہوئی یا معاذ اللہ مودودی صاحب کی نظر میں کتاب وسنت پر بھی ہے۔

عقل ودین کے خلاف ایسی جراتوں کے باوجود آپ مودودی صاحب کی خدمات پر سر دھنیں تو آپ کی مرضی ورنہ ہم تو ایسے ہر شخص کو بدنصیب اور ملت اسلامیہ کا بدترین دشمن سمجھتے ہیں جو اپنے سوا کسی کو بھی مسلمان نہیں سمجھتا، اپنے ماں باپ کو، نہ اپنے باپ داداؤں کو، نہ مجددین کو، نہ فقہاء ومحدثین کو۔ ہاں، ہم پر اللہ کا یہ بہت بڑا کرم ہے کہ اس نے ہمیں مسلمان امت میں پیدا کیا اور گونا گوں گناہوں میں لتھڑے ہونے کے باوجود ایمان واسلام پر قائم رکھا، ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ ہمارے اسلاف مسلمان تھے۔ ہم نے مسلم معاشرے میں آنکھ کھولی اور مسلمان اساتذہ سے تربیت لی، اور پھر خدا کا یہ بھی شکر ہے کہ اس نے ان گمراہوں سے متاثر نہیں ہونے دیا جو بدبخت ملت اسلامیہ کو عملاً ملت شرکیہ ہی سمجھتے ہیں۔

اب ذرا پھر انہیں الفاظ پر غور فرمائیے

'فرق صرف یہ ہے کہ ان کے ہاں اہلکار علانیہ الٰہ، دیوتا، اوتار یا ابن اللہ کہلاتے ہیں اور یہ انہیں غوث، قطب، ابدال، اولیاء اور اہل اللہ وغیرہ کے الفاظ کے پردوں میں چھپاتے ہیں'، سوچئے،

مودودی صاحب سے فیض پا کر اگر کوئی روشن خیال اور آگے بڑھتا ہے اور کہتا ہے کہ

ہندو اور مسلمان سب ایک ہیں۔ ان میں عملاً کوئی فرق نہیں۔ یہاں صرف الفاظ اور اصطلاحات ہی الگ الگ ہیں۔ مثلاً ہندو مندر میں جاتے ہیں اور مسلمان مسجد میں۔ مندر اور مسجد دونوں عبادتخانے ہی تو ہیں۔ لہٰذا دونوں کی حیثیت میں کوئی ایسا اہم فرق نہیں۔ دونوں عمارتیں ہی ہوتی ہیں اور عموماً پتھر یا اینٹ کی بنی ہوئیں۔ دونوں قوموں میں پانی کو خصوصی تقدس حاصل ہے۔ ہندو گنگا کا پانی مذہبی احترام سے پیتے ہیں تو مسلمان آبِ زمزم کا بھی اسی طرح احترام کرتے ہیں۔ ہندوؤں کے ہاں اگر ہولی دیوالی عید کے دن ہیں تو مسلمانوں کی اپنی عیدیں ہیں۔

چنانچہ تاریخ پر غور کیجئے جن لوگوں نے ہندو مسلم فرق مٹانے کی باتیں کی ہیں، عموماً اسی طرز کی کی ہیں۔ سوچئے! ایسی حالت میں اسلام کو ہندومت پر کیا تفوق رہ جاتا ہے۔ اسی قسم کے ملا تھے جو گاندھی کے چرنوں پر اپنا دین ایمان نثار کر رہے تھے اور قرآن پاک کو ہندوؤں کی 'گیتا' کے ساتھ ایک ڈولی میں رکھ کر جلوس نکالا کرتے تھے، اسلام اور توحید کے ان 'خیر خواہوں' میں ایسے جوشیلے جیالے بھی تھے کہ جو گاندھی کو مسجد میں لاکر منبر پر بٹھاتے تھے اور ایسے بھی تھے جو کہتے تھے اگر سلسلہ نبوت قائم رہتا تو (معاذ اللہ) گاندھی بھی اس سے سرفراز ہوتا۔ انصاف کیجئے جناب مودودی کا طرز فکر کس قسم کے دروازے کھول سکتا ہے بلکہ عملاً اس نے کھول دیئے (حتی کہ شاید اسی کا اثر ہو بعض روایات کے مطابق خود مودودی صاحب بھی قیام پاکستان سے پہلے جماعت اسلامی کے بعض کنونشنز میں بھی قائداعظم کو اور کبھی گاندھی کو صدارت کے لئے بلا لیتے تھے کہ عملاً جو اس وقت مسلمان لیڈر تھے وہ بھی ہندو لیڈروں کی طرح ہی تھے جیسا کہ عام مسلمان عملاً مشرکوں کی طرح تھے) ملت اسلامیہ کے دوسرے رہنماؤں کے مقابلے میں واقعی مودودی صاحب کا کام بہت ہی مشکل تھا۔ مثلاً ایک شخص نماز نہیں پڑھتا یا روزہ نہیں رکھتا، اُسے مسلمان سمجھتے ہوئے نماز و روزہ کی تلقین کرنا بلکہ نمازی و روزہ دار بنا لینا بھی آسان ہے۔ اس کے مقابلے میں عام کلمہ پڑھنے والے اور مسلمان کہلانے والے تو ہی تھیں، وقت کے جید علماء فقہاء و محققین کو مشرک کہنے والے کے لئے کام بہت وقت طلب، محنت طلب اور مہلت طلب ہے۔ یعنی پہلے انہیں مسلمان بنانا اور پھر نئے سرے سے نماز و روزہ کی تلقین کرنا۔ حضرت قائداعظم اور حضرت اقبال نے قوم کو بیدار کر کے اتحاد و اتفاق کا سبق دینا چاہا تو انہیں زیادہ مشکل پیش نہیں آئی۔ ان کے نزدیک اصولی باتوں پر ساری امت متفق تھی، وہاں فروعی اختلافات ضرور ہیں مگر انہیں ملت کے اتحاد اور مفاد پر قربان کیا جا سکتا ہے۔ ذرا مفکرِ پاکستان کا طرزِ تلقین ملاحظہ ہو۔

منفعت ایک ہے اس قوم کی، نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی، دین بھی، ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

یعنی ہر اصولی عقیدے پر ساری امت کا اجماع و اتفاق ہے تو اسی اجماع و اتفاق سے فائدہ اٹھا کر ملت کو ایک پلیٹ فارم پر لائیں اور فروعی باتوں کو نظر انداز کر لیں۔ مگر جہاں ہر فروعی اختلاف کو کفر و شرک تک پہنچا دیا جائے اور پھر اختلاف رکھنے والوں کو ابوجہل کی طرح پکا مشرک ٹھہرا کر اُسے گردن زدنی قرار دیا جائے، وہاں اصلاح کی کیا صورت۔ مگر اتنی بات میں ملتِ اسلامیہ کے ہر خیر خواہ سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ خدارا انصاف سے جواب دیں! قائداعظم اور اقبال جیسی شخصیات کے طرز فکر اور طرز عمل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ ملت اسلامیہ کے خیر خواہ تھے یا مولانا مودودی کے طرز فکر و عمل سے۔ کون نہیں جانتا کسی گھر کا، کسی خاندان کا، کسی ادارے کا، کسی تنظیم کا، کسی قبیلے یا قوم کا خیر خواہ اس میں نظم و ضبط قائم کرنے رکھنے کے لئے اتفاقات کو ہوا دیتا ہے اور اختلافات کو چھیڑتا تک نہیں بلکہ انہیں دبانے کی کوشش کرتا ہے، اور کسی گھر کا، خاندان یا قبیلے کا، کسی ادارے یا تنظیم کا، کسی مذہب و ملت کا دشمن و بدخواہ اتفاقات سے توجہ ہٹا کر اختلافات کو نمایاں کرتا ہے۔ اپنی ذاتی محبت و عداوت سے بالاتر ہو کر خدارا بتایئے اور محض خداوند کریم کا خوف اور اس کے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی شرم کو ملحوظ رکھ کر فیصلہ کیجئے، مودودی صاحب نے ملت کی خیر خواہی کی یا بدخواہی کی۔

یہ بھی سوچئے: حضرت اقبال، حضرت قائداعظم اور جناب مودودی کے دور میں یہاں بدیسی لوگ حکمران تھے۔ پہلے دن سے وہ مسلمانوں کو احساس کمتری کا شکار کرنا چاہتے تھے۔ ظاہر ہے اس کا ایک پہلو یہ ہے کہ اسلام اور اکابر اسلام کے کارنامے عوام خصوصاً مسلمانوں کی نگاہوں سے چھپائے جاتے۔ چنانچہ انہوں نے اس سلسلے میں بہت ہاتھ پاؤں مارے، اُن علوم جدیدہ کی ترویج، مثلاً جدید فلسفہ، جدید نفسیات، جدید ٹیکنالوجی، جدید سائنس وغیرہ وغیرہ ان کے سب نصاب کا بنیادی و مرکزی نقطہ یہی تھا کہ مذہب کے بارے میں شکوک و شبہات پھیلائے جائیں۔ اکابر اسلامی کے علمی و عملی کارناموں پر پردے ڈالے جائیں، وغیرہ وغیرہ ہاں ہاں یہ کام انگریز دور میں ہوا اور شدومد سے ہوا۔ اکبر الٰہ آبادی اور علامہ اقبال جیسے بزرگوں نے اسے بھانپ لیا اور قوم کو احساس برتری سے مالا مال کرنے کی سعی محمود فرمائی۔ چنانچہ اپنے صحابہ کرام، اہل بیت اطہار، مجتہدین اور مجددین، مفسرین و محدثین حتیٰ کہ صوفیہ، علماء، فقہاء حتیٰ کہ شعراء تک کے کارنامے منظر عام پر لائے۔ پہلے جناب اکبر کا ایک بند ملاحظہ ہو آپ کالج کے ایک نوجوان سے مخاطب ہیں جو مسلمان ہو کر بھی انگریز شاعری کی شاعری پر فخر کرتا ہے

تحریر میں نے جو اشعار پڑھے سعدی کے

تحریر آپ سناتے گئے نظم ملتن

شیخ سعدی تو ... شیر ... دست

... تھے ... قبضۂ ...

یہ بھی مسلمان علماء کی ذہنی فضا جو تحریر نے مخوس سائے میں پروان چڑھ رہی تھی اور جس کا مقابلہ شعر میں سے جناب ... حضرت اقبال نے

بہادر خوب کیا ہے جب شکوہ میں خدا کی طرف سے جواب دیا ہے

چشم اقوام سے مخفی ہے حقیقت تیری

ہے ابھی محفل ہستی کو ضرورت تیری

زندہ رکھتی ہے زمانے کو حرارت تیری

کوکب قسمت امکاں ہے خلافت تیری

وقت فرصت ہے کہاں، کام ابھی باقی ہے

نور توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

ان الفاظ پر غور کیجیے حضرت اقبال نے مرد مومن کو جو پیغام دیا ہے اور قوم ... پر جواں کو فوقیت دی ہے، دوسری قوموں کے بڑے بڑے

سید، سوچ بھی نہیں سکتے۔ حضرت اقبال سے کوئی بڑا نہیں ... قرآن ... اگر ... ہیں تو وہ ملت اسلامیہ جس کے ... قرآن پاک کے ...

وردین ہدی کی برکات دوسری اقوام تک پہنچانا ہے وہ کیونکر مٹ سکتی ہے ... پہلے ...

تو نہ مٹ جائے گا ایران کے مٹ جانے سے

نشۂ مے کو تعلق نہیں پیمانے سے

ہے عیاں یورش تاتار کے افسانے سے

پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

کشتیٔ حق کا زمانے میں سہارا تو ہے

عصر نو رات ہے، دھندلا سا ستارا تو ہے

اس نظم کا آخری بند بھی حاصل کی چیز ہے۔ جو ساری نظم کا گویا لب لباب ہے

عقل ہے تیری سپر، عشق ہے شمشیر تری

مرے درویش! خلافت ہے جہانگیر تری

ماسوی اللہ کے لیے آگ ہے تکبیر تری

تو مسلماں ہو تو تقدیر ہے تدبیر تری

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

... اس بزم کائنات میں مرد مومن کی حیثیت کیا ہے، غور فرمایئے۔ ... قطب، ابدال ... جس کی وہ خلافت ہے

جہانگیری اور تقدیر ہے تدبیر تری کو کیا سمجھ سکتا ہے۔ ... کی تعبیر تک تو سمجھ سکتا ہے ... کی تعبیر ... کو کیا جان سکتا ہے۔

اقبال کے کلام سے کس کس نظم اور شعر کا حوالہ دیا جائے۔ انہوں نے عشق رسول ﷺ میں ڈوب کر آخری نبی ﷺ کی آخری امت نے فضائل

ومناقب بیان کیے اور کتاب وسنت کی روشنی میں بیان سے ... مگر جو نظر اس امت کا دوسری امتوں اور ملتوں سے فرق ... رکھتا ہے وہ اقبال کو اور اس

کے پیغام کو کیا سمجھ سکتا ہے۔ حضرت اقبال نے بار بار ملت کا تابناک ماضی بیان کیا، اس سے قابل فخر کارنامے بیان کیے اور وہ عظیم لوگ جن پر اس ماضی کو بلکہ

اسلام کو ناز ہے، بڑی محبت وعقیدت سے ان کا ذکر کیا۔ ان کے کلام میں کہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تذکار جمیلہ ہیں تو کہیں اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کے

کہیں ائمہ مجتہدین کا ذکر ہے تو کہیں صوفیہ کرام ... وہ روحی ... عظمتوں ... پیش کرتے ہیں تو کہیں حضرت داتا گنج بخش ہجویری اور امام ربانی مجدد

الف ثانی علیہم الرضوان کو۔ انہوں نے کسی پر تنقید نہیں کی ... کیڑے نہیں نکالے ایک یہ حضرت مودودی ہیں کہ ... حضرت ہیں ... قبروں ... ان

کے تیروں سے محفوظ ہے اور نہ دور حاضر کے مسلمان۔ اگر آپ کے سامنے ... کوئی بھی معیار ہو ... پرکھو، مودودی اسلام اور ملت اسلامیہ کا خیر خواہ

[illegible] حضور ﷺ سے بھی محبت ہوں تو تعجب ہے [illegible] محبت ہوں [illegible] سے بھی محبت ہوں [illegible] [illegible] سے کلمہ گو ہو [illegible] کا بھی ہوتا۔ مگر ان [illegible] [illegible] [illegible] روشنی حاصل [illegible] روشنی کا انکار کرو [illegible] اور پھر اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتے مارتے

نئے عہد کی قیس نہ فریاد کریں گے
ہم طرز جنوں اور ہی ایجاد کریں گے

کتنا شور مچایا [illegible] بعد، تو جناب مودودی صاحب کو، مگر مودودی صاحب نے [illegible] وفاتی تو قوت کا خون اکابر اسلام کے خلاف [illegible] توحید کے نام سے [illegible] کا پاپ [illegible] امت پرشرک کا فتویٰ اور مسلمانوں کو ماضی سے وابستہ کرنے کے بجائے ماضی سے منقطع رکھا [illegible] [illegible] شکایت [illegible] مسلمان [illegible] بزرگوں [illegible] [illegible] اور مودودی کے نزدیک بزرگوں سے وابستہ رہ کر ہی تباہی ہے۔ اقبال [illegible] [illegible] کام [illegible] مگر مودودی صاحب [illegible] پریشان کیا۔ [illegible] (جیسا کہ الحقیقہ کے پیدا دسمبر میں "چھپا") یہ ودی ملاوی

بدقسمتی کی انتہا: مودودی صاحب [illegible] امت پر [illegible] کی تو شرک نظر آئی جواب کے عقائد و معمولات پر غور کیا تو ہر طرف شرک ہی شرک دیکھا [illegible] وہی امت ہے جس کے بارے میں کونین کے والی دو جہاں کے [illegible] رسولوں کے سالار معلم اسلام نبیوں کے سردار حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا فرما چکے ہیں

(۱) مَا اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِيْ (بخاری۔مسلم)

ترجمہ: مجھے تمہارے بارے میں یہ خوف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے

غور فرمایا حضور پرنور ﷺ جنہیں بد تریں دشمن بھی [illegible] کہا کرتے تھے، امت کو [illegible] اور مودودی جیسے لوگ امت کو شرک [illegible] کہتے ہیں گویا اللہ کے پیارے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر [illegible] [illegible] جس کا ایمان [illegible] سب کو ایمان بتاتے تو [illegible]۔

(۲) مَثَلُ اُمَّتِيْ مَثَلُ الْمَطَرِ لَا يُدْرٰى اَوَّلُهٗ خَيْرٌ اَمْ اٰخِرُهٗ (ترمذی)

ترجمہ: میری امت کی مثال بارش کی ہے [illegible] پہلی حصہ بہتر ہے یا پچھلی

(۳) اَبْشِرُوْا اَبْشِرُوْا اِنَّمَا مَثَلُ اُمَّتِيْ مَثَلُ الْغَيْثِ لَا يُدْرٰى اٰخِرُهٗ خَيْرٌ اَمْ اَوَّلُهٗ

ترجمہ: خوش ہو جاؤ خوش ہو جاؤ میری امت کی مثال بارش کی سی ہے [illegible] پچھلی بہتر ہے یا پہلی

خدا کا شکر ہے حضور ﷺ ہمیں خوشی عطا فرما رہے ہیں، خوش ہونے کا حکم [illegible] اور خوشیاں [illegible] کی تقسیم فرما رہے ہیں، ہم حضور ﷺ کے سب [illegible] خوش ہوں [illegible] امت کو خوشیاں دینے والے کریم [illegible] آپ کو خوش رکھے، حضور صلی اللہ علیک وسلم آپ کے ارشاد پر آپ کی ساری امت خوش ہے مگر [illegible] خوش نہیں وہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہو چکے ہیں [illegible] کے نزدیک ساری امت مشرک ہے اور ناقابل بخشش۔ ان کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور امت سے کوئی تعلق نہیں [illegible] ہونا ہی چاہیے۔

جو ترے در سے یار پھرتے ہیں
دربدر یونہی خوار پھرتے ہیں

اسی حدیث پاک کے آخری حصے میں ایک جملہ ہے

كَيْفَ تَهْلِكُ اُمَّةٌ اَنَا اَوَّلُهَا وَالْمَهْدِيُّ وَسَطُهَا وَالْمَسِيْحُ اٰخِرُهَا

ترجمہ: وہ امت کیونکر ہلاک ہو سکتی ہے جس کا اول میں ہوں اور درمیان مہدی اور آخر میں مسیح ہوں

اللہ اکبر۔ کیف تهلك امة کتنی ایمان افروز خوشخبری ہے۔

(۴) اس ارشاد مبارک پر غور کیجئے

لَا يَزَالُ مِنْ اُمَّتِيْ اُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِاَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَاْتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ (بخاری، مسلم)

ترجمہ: میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ حکم [illegible] پر قائم رہے گی۔ انکی وہ نقصان نہ دیں گے جو [illegible]

[illegible] ختم نبوت [illegible]

ان چند صفحات کو پڑھ کر اندازہ ہو گیا ہوگا کہ خصوصی طور پر [illegible] امت [illegible] سے وابستہ ہے [illegible] کی مخالفت کرنے والے ہیں اور حضور ﷺ [illegible] کرتے ہیں اور [illegible] کا آخری فیصلہ [illegible] ہے۔

[illegible] جس امت کے بارے میں مودودی صاحب بہت مایوس ہیں جسے [illegible] ہوئے ہیں جس کے [illegible] سے بھی ان کی آنکھیں بند ہیں اور جس میں انہیں ایک شخص بھی [illegible] نظر نہیں آتا اس کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ کا فیصلہ کچھ یوں ہے

عن بهز بن حكيم عن ابيه عن جده انه سمع رسول الله ﷺ يقول في قوله تعالى كنتم خير امة اخرجت للناس قال انتم تتمون سبعين امة انتم خيرها واكرمها على الله تعالى (ترمذی۔ ابن ماجہ)

ترجمہ: روایت ہے بہز بن حکیم سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے راوی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو رب تعالیٰ کے اس فرمان کے متعلق کہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس، یعنی تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی (فرماتے سنا) کہ تم ستر امتوں کی تعداد کو پورا کرنے والے ہو اور تم خدا کی نظر میں ان سب امتوں سے بہتر اور معزز ہو۔

حضور پرنور ﷺ کے ان ارشادات کی روشنی میں اللہ جل مجدہ کے اس فیصلے کے مطابق (جو بھی گزرا) امت مسلمہ بہت خوش نصیب ہے کیونکہ اس کی نسبت اس ذات پاک سے ہے جو رحمۃ للعالمین ہے۔ حضور پرنور ﷺ خیر الوریٰ ہیں تو امت خیر امم اور حضور پرنور ﷺ خاتم الرسل ہیں تو امت خاتم الامم ہے خاتم الاقوام۔ ہاں جس حبیب عظیم ﷺ کی نسبت کی برکت سے [illegible] قرآن مجید، خاندان اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عزت و عظمت ملی اسی محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی نسبت نے امت کی قسمت کو چار چاند لگا دیئے مگر یہ بدقسمتی کی بات ہے کہ مودودی صاحب اس امت سے بالکل مایوس ہیں اور چند [illegible] قرآنی حواریوں کے سوا انہیں کوئی مسلمان نظر نہیں آتا۔

یہ درست ہے کہ حضور پرنور ﷺ آخری نبی و رسول ہیں۔ آپ پر نبوت و رسالت کا دروازہ بھی بند کیا گیا کہ وصال فرمانے کے باوجود حضور ﷺ کی فیض باری میں کوئی کمی نہیں آئی۔ آج بھی آپ کی عنایات و [illegible] میں کوئی کمی نہیں آئی۔ حضرت علامہ قسطلانی قدس سرہ [illegible] کے بیان میں تصریح فرماتے ہیں

لا فرق بين موته وحياته في مشاهدته لامته ومعرفته باحوالهم ونياتهم وعزائمهم وخواطرهم وذلك عنده جلي لا خفاء به (مواہب لدنیہ)

ترجمہ: اپنی امت کے مشاہدے اور ان کے احوال، نیات، عزائم اور خواطر کی معرفت میں حضور ﷺ کا دنیا میں جلوہ گر رہنا اور یہاں سے تشریف لے جانا برابر ہے۔ حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمہ کا عقیدہ بھی گذشتہ صفحات میں آ گیا ہے، پھر ایمان تازہ کر لیں۔

"شاید بعض لوگ یہ سمجھتے ہوں کہ حضرت محمد ﷺ کی تبلیغ [illegible] ایک بھاری مذہب عشق میں اہل حقائق [illegible] رسول اللہ ﷺ کی کوئی قوت [illegible] سمجھا جائے۔ حضور ﷺ قیامت تک کے لئے پیشوا [illegible] ہیں، اس کے معنی یہ ہیں کہ حضور ﷺ کا جلال بھی قیامت تک کارفرما رہے گا اور جمال بھی۔ آپ ﷺ قیامت تک کے ہادی ہیں، قیامت تک کے مبلغ ہیں، قیامت تک کے نبی ہیں اور قیامت تک رحمۃ للعالمین ہیں بلکہ اس سے بھی آگے، بہت دور تک۔

مختصر یہ کہ حضور پرنور ﷺ کی تشریف آوری کے بعد کسی اور رسول و نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کی ضرورت نہیں۔ آپ کا علم، عرفان، وجدہ، مشاہدہ، حکومت، تصرف اور فیض سب کچھ [illegible] پہلے کی طرح ہے

وللآخرة خير لك من الاولى (الضحیٰ۔۴)

(ترجمہ: اور بے شک پچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے)

کے مصداق ہر لمحہ و ہر آن دم بدم ترقی پر ہے۔

پھر بھی دیکھئے آپ کی ہر سنت، ہر ادا، ہر عمل اور ہر قول زندہ ہے۔ جو کام ایک بار آپ نے کر دیا، زندہ جاوید ہو گیا اور جو سنت آپ سے قائم کر دی متروک ہونے کے باوجود دنیا سے غائب نہ ہوگی۔ مثلاً رفع یدین کیا اور پھر چھوڑ دیا چونکہ کچھ دن کیا اس لئے کچھ لوگ اس پر عمل کرنے کی طرف لگ گئے اور چونکہ بعد میں چھوڑ دیا لہٰذا اسے چھوڑنے پر اکثر امت کاربند رہی۔

جو کتاب مجید آپ پر نازل ہوئی وہ بھی ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دی گئی اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی قادر مطلق نے اپنے ذمہ لے لی۔ لہٰذا پچھلی آسمانی کتابوں کے برعکس اس کا حرف حرف بلکہ شوشہ شوشہ محفوظ ہے۔ پچھلی کتابوں کی حفاظت ان قوموں کے پادریوں کے ذمہ تھی جنہوں نے خود ان میں رد و بدل کیں

تحریفات ہیں اور ابھی تک یہ [illegible] ہو رہی ہیں [illegible] قرآن پاک [illegible] انقلاب [illegible] قرآن پاک آج بھی [illegible] محفوظ ہے اور

انقلابوں کی دست برد سے محفوظ رہا کیونکہ وعدہ ربانی تھا

[illegible]

ترجمہ بے شک یہ قرآن ہم نے اتارا اور بے شک ہم اس کے نگہبان ہیں۔

چونکہ بات [illegible] اور ایسی درخشندہ حقیقت ہے جس کا غیر بھی انکار نہیں کر سکتے۔ چنانچہ (بیف ایف [illegible]) نے نقل

This has rema ned the same without any change or

alterat on (The Construct on of the Bibie and Quran)

ترجمہ قرآن پاک کی طرح [illegible] ہے (جیسے نزول کے وقت تھا) بغیر کسی تبدیل و تغیر کے۔

قرآن کی حفاظت سے مراد:

غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

قرآن صرف الفاظ کا نام نہیں بلکہ [illegible] حسیبہ لہذا جب تک معنی قرآن کو بھی محفوظ نہ مانا

جائے اس وقت تک محفوظیت قرآن کا دعویٰ قابل تسلیم نہ ہوگا اور محفوظیت قرآن کا معتقد وہی شخص قرار پائے گا

جو الفاظ کے ساتھ معانی قرآن کو بھی محفوظ مانتا ہو (حجیت حدیث)

معلوم ہوا قرآن پاک کا اطلاق ہوتا ہے الفاظ و معانی پر۔ قرآن محفوظ تو اس کے الفاظ بھی محفوظ ہیں اور معانی بھی۔ سنت کے اس حد تک محفوظ رہنے کا سبب

بھی یہی ہے کہ اس سے قرآنی الفاظ کے اصل مراد و مفاہیم کا پتہ چلتا ہے۔ کیونکہ قرآن پاک کی رو سے حضور ﷺ کے منصب رسالت کا ایک اہم عنوان ہے

یعلمهم الکتب و الحکمۃ یعنی حضور ﷺ اہل ایمان کو کتاب و حکمت سکھاتے ہیں (اس مضمون کی اور آیات بھی ہیں)

چنانچہ حضور پر نور ﷺ قرآن کے الفاظ [illegible] معلوم [illegible] جو مفہوم بتاتے ہیں وہی یقینی حتمی ہوگا۔ لہذا ضروری ہے قرآن کریم کی حفاظت میں سنت

کی حفاظت کا وعدہ بھی شامل ہو۔ اور یہی وجہ ہے کہ سنت [illegible] محفوظ [illegible] قرآن مجید کی حفاظت کا ایک لازمی تقاضا اس (سنت) کا محفوظ رہنا بھی تھا۔ اگر یہ

حقیقت تسلیم ہوگئی ہے تو ماننا پڑے گا کہ قرآن پاک کے اپنے الفاظ کے معانی کا محفوظ رہنا بھی ضروری ہوگا۔ جس طرح قرآن پاک کے الفاظ نہیں بدلے جا سکتے اسی طرح

الفاظ قرآن کے معانی کو بھی نہیں بدلا جا سکتا [illegible] کوئی شخص یہ شوشہ چھوڑتا ہے کہ نزول قرآن پاک کے وقت بعض الفاظ کے اور معانی تھے۔ پھر بعد کے ادوار میں

وہ معانی بدل دیئے گئے اور ایک مدت تک تفاسیر کی لغت کی [illegible] جو معانی پہنچے ہیں وہ [illegible] بعد کے [illegible] ہیں تو وہ درحقیقت قرآنی تعلیمات

سنت کی کتابوں پر ہی حملہ نہیں بلکہ قرآن پاک کی حفاظت سے متعلق حرفات [illegible] یہ تو پوچھئے کہ انہیں یہ اطلاع کہاں سے ملی

کہ اس دور میں معانی اور تھے [illegible] اچھا علامہ اقبال [illegible] کس سے [illegible] پہلے کیا تھے اور اس کی دلیل کیا ہے)

حقیقت یہ ہے کہ امت مسلمہ کے پاس بہت بڑا خزانہ ہے تو وہ قرآن پاک ہے۔ یہ وہی پیغام [illegible] جو رسالت مآب کا زندہ معجزہ ہے

(علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور آپ کے مبارک معجزات میں سے ہے خود ارشاد فرماتے ہیں۔

ترجمہ انبیاء (علیہم السلام) میں سے ہر ایک ہی کو معجزات میں سے صرف اتنا حصہ دیا گیا کہ اس پر انسان ایمان لائے اور مجھ کو وحی (قرآن پاک) کا معجزہ دیا گیا

جو اللہ نے مجھ پر نازل کیا ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ قیامت کے دن میرے پیروکاروں کی تعداد تمام انبیاء سے زیادہ ہوگی۔ (بخاری، مسلم)

اس کتاب سے پہلی حق ترجمان ﷺ کی زبان پاک سے [illegible] روشن کرنے کا جو اقدار [illegible] اس میں کوئی کمی نہیں

آئی۔ آج بھی علم و عرفان کا بے مثال خزینہ ہے اور آج بھی اس سے فیض پانے والے ایک دو نہیں ہزاروں لاکھوں ہیں۔ داتا گنج بخش، خواجہ غریب نواز، حضرت

مجدد الف ثانی علیہم الرضوان جیسی شخصیت کے پاس شہنشاہ مدینہ ﷺ کا یہی معجزہ تھا جس کے نور سے دروازہ و شہر کو چمکاتے رہے اور آج بھی ملت اسلامیہ کے

پاس ہے۔ آقا و مولا علیہ التحیۃ والثناء کی برکت سے اللہ کا یہی کلام ہے۔ حضور غوث اعظم ﷺ کے جلوے دکھا رہا ہے اور باطن کے امراض کا شافی علاج ہے

وہ علم ہے جس کے موتی اس کتاب مبین سے نکلیں چھوٹے اور وسیع عرفان ہے جس کا [illegible] ہیں۔ آج امریکہ اور یورپ کی تیر و تاریک فضاؤں

میں مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دیا جا رہا ہے اور حسب مقدور ان پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں۔ کوئی قوت ہے جو لوگوں کو پناہ دے رہی

رہی ہے۔ ہاں وہ ہے قرآن پاک۔ جیلوں میں کافر اس کا انگریزی ترجمہ پڑھتے ہیں تو بے تابی سے حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں۔ دانشمندان اس کے الفاظ کے

معانی کی وسعتوں میں کھو جاتے ہیں تو ایک ایک لفظ میں انہیں معانی کے سمندر ٹھاٹھیں مارتے نظر آتے ہیں۔ یہی وہ قرآن پاک کا فیض ہے کہ کوئی پھر بھی اس

کی حد و انتہا تک نہیں ہے۔

شیطان مطمئن ہے کہ مسلمان قرآن سے دور ہو گئے مگر ڈرتا ہے کہ پھر کہیں قریب نہ ہو جائے۔ چنانچہ اقبال علیہ الرحمۃ کی نظم ابلیس کی مجلس شوریٰ میں

شیطان کا سب سے بڑا خطاب بھی ہے جس میں اس نے اپنے مست مشیروں سے یہ کہا حضرت اقبال یوں فرماتے ہیں

جانتا ہوں میں یہ امت حاملِ قرآں نہیں
ہے وہی سرمایہ داری بندۂ مومن کا دیں
جانتا ہوں میں کہ مشرق کی اندھیری رات میں
بے ید بیضا ہے پیرانِ حرم کی آستیں
عصرِ حاضر کے تقاضاؤں سے ہے لیکن یہ خوف
ہو نہ جائے آشکارا شرعِ پیغمبر کہیں
الحذر آئینِ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سو بار الحذر
حافظِ ناموسِ زن، مرد آزما، مرد آفریں
موت کا پیغام ہر نوعِ غلامی کے لئے
نے کوئی فغفور و خاقاں، نے فقیرِ رہ نشیں
کرتا ہے دولت کو ہر آلودگی سے پاک صاف
منعموں کو مال و دولت کا بناتا ہے امیں
اس سے بڑھ کر اور کیا فکر و عمل کا انقلاب
پادشاہوں کی نہیں اللہ کی ہے یہ زمیں
چشمِ عالم سے رہے پوشیدہ یہ آئیں تو خوب
یہ غنیمت ہے کہ خود مومن ہے محرومِ یقیں

ہاں ہاں شیطان کی اور اہل شیطان کی ساری تدبیروں کا حاصل یہی قدرے ہے کہ مومن محروم یقین رہے۔ یہی وجہ تھی کہ انگریزوں نے مولانا اسمٰعیل دہلوی سے تقویت الایمان لکھوا کر اس کا پہلا ایڈیشن برصغیر میں مفت تقسیم کیا جس میں سے مجموعات درگاہوں مساجدوں کے ساتھ ساتھ یہ ایجنڈا بھی ہے۔

ان کے دربار میں ان کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے وہ سب رعب میں آکر بے حواس ہو جاتے ہیں اور ادب اور دہشت کے مارے دوسری بار اس بات کی تحقیق اس سے نہیں کر سکتے بلکہ ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں اور جب اس بات کی آپس میں تحقیق کر لیتے ہیں سو سب مل کر صدق صدق کہنے کے سوا کچھ نہیں کہہ سکتے۔ (تقویت الایمان)

اسی قرآن پاک کی حیثیت کو مشکوک کرنے کے لئے مولانا محمد قاسم بانی دارالعلوم دیوبند نے کہا۔

"کہ مہر درخشاں کی طرح پر ہوتا ہے جس میں سے ہر ایک کا علم قیاس نہیں ہر قسم سے نبی کا معصوم ہونا ضروری نہیں۔ (تصفیہ العقائد)"

اب اسی سلسلے میں مولانا مودودی کے افکار و خیالات پر غور کیجئے اگر آپ کو قدرت نے سوچنے کا ذوق دیا ہے تو سوچئے۔

"لیکن بعد کی صدیوں میں رفتہ رفتہ ان سب الفاظ (عبادت، عبد، الٰہ، دین) کے وہ اصل معنی جو نزول قرآن کے وقت سمجھے جاتے تھے بدلتے چلے گئے یہاں تک کہ ہر ایک اپنی پوری وسعتوں سے ہٹ کر نہایت محدود بلکہ مبہم مفہومات کے لئے خاص ہو گیا۔ اس کی ایک وجہ تو خالص عربیت کے ذوق کی کمی تھی اور دوسری وجہ یہ تھی کہ اسلام کی سوسائٹی میں جو لوگ پیدا ہوئے تھے ان کے لئے الٰہ اور رب اور دین اور عبادت کے وہ معانی باقی نہ رہے تھے جو نزول قرآن کے وقت غیر مسلم سوسائٹی میں رائج تھے۔ انہی دونوں وجوہ سے دور اخیر کی کتب لغت و تفسیر میں اکثر قرآنی الفاظ کی تشریح اصل معانی لغوی کے بجائے ان معانی سے کی جانے لگی جو بعد کے مسلمان سمجھتے تھے" (قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں ص۹)

اگر قدرت نے آپ کو بات سمجھنے کی توفیق بخشی ہے تو فرمائیے اسلام کے لئے اس عبارت سے زیادہ خطرناک اور زہریلی عبارت کیا ہو سکتی ہے۔ جس کی دلیل کے طور صاف صاف کہہ دیا ہے کہ نزول قرآن کے وقت مخصوص الفاظ و اصطلاحات اور تھے بعد میں اور ہو گئے۔ فرمائیے کیا چودہ سالہ تاریخ میں یہ بات کسی نے بھی کہی۔ ہاں اسلام کا بدترین دشمن ہی ایسی دوری کو ظاہر کر سکتا ہے ورنہ جو خود بھی اس فکر کا ارتکاب نہیں کرتا۔

☆ ☆ ☆

فتنۂ تحقیر محبوبانِ خدا کے کرشمات

قسط: 41 — پروفیسر محمد حسین آسی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضور اکرم نورِ مجسم ﷺ کی محبت اور تعظیم کی اہمیت بیان ہو چکی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ محبت جانِ ایمان ہے اور تعظیم جانِ اسلام۔ محبت کے بغیر ایمان کا دعویٰ منافقت ہے اور تعظیم ہی ایمان کی دلیل ظاہر ہے۔ خدانخواستہ اگر کوئی بے تعظیمی سے کام لے یا شر اور بے ادبی کرے تو یہ اس کے باغی و مرتد ہونے کی علامت ہے۔ گویا ایمان کے پردے میں جس نے کفر کو اندر ہی اندر چھپا رکھا تھا، محبوب خدا علیہ التحیۃ والثناء کی شانِ اقدس میں گستاخی کر کے وہ ننگا ہو گیا۔ اب اس کی دنیوی سزا یہی ہے کہ اسے موت کے گھاٹ اتار کر کیفرِ کردار تک پہنچا دیا جائے کیونکہ وہ مرتد کی طرح ہو جاتا ہے۔

ہم نے بارہا یہی عرض کیا ہے جو شخص بھی اسلام اور مسلمانوں کا خیر خواہ ہے، وہ جذبۂ عشقِ رسول ﷺ کی ہی تلقین کرتا ہے۔ اس کے نزدیک قوم کی تربیت کا عنوان اور مرکز یہی جذبہ ہے۔ اسی سے ایمان کا آغاز ہوتا ہے اور اسی سے اس کی تکمیل۔ ملتِ اسلامیہ کی اصل قوت ایمان ہے یعنی عشقِ رسول ﷺ کا جذبہ۔ اسی عشق سے بندہ خدا کی محبت سے سرشار ہوتا ہے، اسی سے جذبۂ جہاد و شوقِ شہادت پیدا ہوتا ہے، اسی سے شرحِ صدر کی دولت لازوال ملتی ہے۔ اسی سے حرص و ہوس کے بت پاش پاش ہوتے ہیں، اسی سے ظلم و ستم کے خلاف غیرت پیدا ہوتی ہے، اسی سے جذبۂ حق جوئی بیدار ہوتا ہے۔ اسی عشق سے پیکرِ خاکی جوہر بن کر صداقت بن جاتا ہے۔ تاریخِ اسلام کی ہر فتح یابی اسی عشق کی مرہونِ منت ہے اور ملتِ اسلامیہ کا تابناک ماضی اسی جذبۂ عشق کی داستان ہے۔

ملتِ اسلامیہ زوال و انحطاط کا شکار ہوئی۔ مسلمانوں پر حکمرانی تو ایک حرفِ غلط بن گئی، بلکہ وہ اپنی ہی حکومت سے نکلنے لگے۔ دوسری قوموں کو غلامی سے نجات دلانے کے برعکس خود مسلمان غلامی کی زنجیروں میں جکڑ گئے۔ جنہیں انسانیت کی امامت کا منصب بخشا گیا، دوسروں بلکہ دشمنوں اور بدخواہوں کی مدح و پیروی پر قناعت کرنے لگے۔ جسے امنِ عالم کا نقیب بنایا گیا تھا، اسے دہشت گردی کا مظہر بنا دیا گیا۔ جو ملتِ اسلامیہ نوعِ بشر کے لئے عزت و آبرو کا سامان بنائی گئی تھی، آج نوعِ بشری کو ذلت و رسوائی سے دوچار کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ مگر یہ سب ہوا کیوں؟ اس لئے کہ ملت کے خلاف وسیع پیمانے پر سازشیں ہوئیں اور سب سازشوں کا مرکزی نقطہ یہی کہ اسے عشقِ رسول ﷺ سے خالی کر دیا جائے۔ نئے نصابِ تعلیم نافذ کر کے، نوجوانوں کو کھیل کود کا رسیا بنا کر، عیاشی و فحاشی کی بھرمار کر کے، دنیا کی رنگینیوں میں غرق کر کے، بے ہودہ اور اخلاقی رویہ سے آراستہ کر کے، معاشی مسائل میں الجھا کر۔۔۔ مگر یہ سب کچھ کیوں؟ صرف اس لئے کہ مسلمان اپنے مرکز یعنی حضور پرنور ﷺ سے دور ہو جائیں اور بھولے سے بھی اپنے نبی کو یاد نہ کریں (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور کسی طور پر بھی عشق و غیرت کا بھولا ہوا سبق دوبارہ یاد نہ کریں۔

یہ کام یعنی ملت کو اپنے نبی کریم نورِ مجسم ﷺ کی محبت سے خالی کرنے کا کام بہت دشوار تھا، اس کے لئے "مذہب" کو بھرتی کیا گیا۔ جنہوں نے اس جذبے کو جس سے قوتِ توحید پروان چڑھتی تھی، توحید ہی کے منافی قرار دے دیا۔ اس نے آیات و روایات سے بھی ثابت کرنے کی کوشش کی کہ معاذ اللہ نبی کو پکاریں تو شرک، نبی سے مانگیں تو شرک، نبی کو قریب جانیں تو شرک، نبی کو سمیع و بصیر مانیں تو شرک۔ نبی کے لئے پردے کے پیچھے کا علم ثابت کریں تو شرک، نبی کو مختار مانیں تو شرک، نبی کو مشکل کشا مانیں تو شرک، نبی کو ناصر و مددگار مانیں تو شرک۔ یہ کہیں کہ اللہ نے بخشش میں جو عطا فرمائی ہیں تو بھی شرک، بلکہ توحید میں اور جوش میں تو غلام رسول اور عبد الرسول نام رکھنا بھی شرک (جیسے کہ ہمارے ایک پروفیسر نے اسلامیات کے پیریڈ میں صاف کہا تھا کہ مشرکین کے نزدیک غلام

رسول کا بہر صورت شرک ہے اور جب یہ توحید پرست توحید پرستی کے جذبہ میں یہاں تک بڑھ گئے تو یہ حدود سے تجاوز ہے یہاں

کتنے غضب کی بات ہے جس نبی رؤف رحیم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے توحید سکھائی، یہی نجات قرار دی، اور بتوں کی بندگی سے نجات عطا فرمائی، اسی کے بے مثال احسانات کا شکریہ تو یک طرف رہا، احسان تو ایک طرف رہا، موحدین تو ایک طرف سامیت کے تقدس کو بالائے طاق رکھ کر ان کے ساتھ بے ادبی، گستاخی اور محسن اعظم ﷺ کے شعور توحید کو ان کے مقام سے گرا کر توحید کے منافی قرار دینا اپنا قلم سے یہ نہیں۔ مگر یہ کام کس کے سپرد کیا گیا؟ وہی جس کے بارے میں آپ پہلے ارشاد فرما چکے ہیں۔

إن أخوف ما أخاف على أمتي كل منافق عليم اللسان (طبرانی کبیر، مسند احمد)

ترجمہ: مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ اندیشہ ہر اس شخص کا ہے جو دل کا منافق اور زبان کا جادوگر ہو۔

اس امت کی تربیت اس طرح کی گئی تھی کہ ہر خوشی کے موقع پر آپ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے نام پاک کے نعرے لگائے، ہر مصیبت کے وقت آپ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے نام کی دہائی دے، ہر مشکل میں آپ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے فریاد کرے، عبادت کرے تو سامنے کے در پر آپ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں سلام عرض کرے، اور دعا مانگے تو اس کا ثواب حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام پر درود بھیجے۔ یہی نواب غیروں کے اشاروں پر یوں سمجھا دیا گیا کہ کسی کی فریاد نہیں سنتے۔ وہ مدد نہیں کر سکتے، اپنے حصہ سے کچھ نہیں جانتے وغیرہ وغیرہ۔ جو تمام بتوں کی بے بسی اور بے چارگی کے مضمون میں تھیں کہ لوگ ان بے جان پتھروں سے الگ تعلق ہو جائیں وہی رب اللہ کے تمام محبوبوں بلکہ محبوب اعظم و اکرم ﷺ کی ذات ستودہ صفات کے بارے میں پیش کی جانے لگیں۔ تاکہ مسلمان آپ ہی سے فریاد کرنا چھوڑ دیں، اعتقاد میں انہیں محروم اور بے کس تصور کریں، ان کو اللہ اور اللہ کی اطاعت کے بارے میں بے خبر مانیں، ان کے نام کے نعرے نہ لگائیں اور رنج و راحت میں ان سے بے تعلق رہیں۔ یہ کیسے خدا ناشناس ہو جائے کہ خدا کا نام ہو جائے؟ کیسی فکری دہشت گردی ہے؟ اللہ کی دی ہوئی شان کو تسلیم کریں تو وہ خوش ہو گا یا انکار کریں تو پھر راضی ہو گا۔ یہ کیسی تعجب کی بات ہے، اللہ عطا فرماتا ہے اور ساتھ ہی عطا فرمانے کا اعلان کر رہا ہے؟ کیسے ناکارہ لوگوں کو اس کے حبیب کریم ﷺ کی شان و عظمت معلوم ہو اور وہ اسے تسلیم کریں۔ محبوب رب کریم ﷺ کی تعظیم بجا لائیں اور تعظیم کر کے دو جہاں کی کامیابی سے سرفراز ہوں۔ اگر آپ بھول گئے ہیں تو پھر عرض کرتا ہوں۔ سنو صرف چند اوقات

ہجرت کر کے جب ساری کائنات کا دولہا، حضور خواجہ دو عالم علیہ التحیۃ والثناء مدینہ کی سرزمین پر اپنے قدوم میمنت لزوم سے رونق افروز ہوا تو یہ مسرت انگیز سماں اہل مدینہ نے کب دیکھا تھا۔ دار الہجرت کے بڑے چھوٹے سبھی نعرے لگا رہے تھے۔ انصار کی بچیاں یہ گیت گا رہی تھیں۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا ... مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا ... مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعِ
أَيُّهَا الْمَبْعُوثُ فِينَا ... جِئْتَ بِالْأَمْرِ الْمُطَاعِ
جِئْتَ شَرَّفْتَ الْمَدِينَهْ ... مَرْحَبًا يَا خَيْرَ دَاعِ

ترجمہ: وداع کی گھاٹیوں سے چودھویں کا چاند طلوع ہو گیا۔ ہم پر اس عظیم احسان کا شکر کرنا واجب ہے، جب تک اللہ کو کوئی پکارنے والا باقی ہے۔ اے وہ مقدس ذات جو ہم میں رسول بنا کر بھیجے گئے۔ آپ ایسا احکام لے کر آئے ہیں جن کی اطاعت لازم ہے۔ آپ نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے مدینہ کو شرف بخشا۔ حق کی طرف بہترین دعوت دینے والے آپ کا آنا مبارک۔

مگر یہ تو خوشی و سرور کا خصوصی مظاہرہ تھا جو بنی نجار کی ننھی بچیوں نے ایمان و عقیدت کے اظہار سے مختص تھا۔ عام اہل مدینہ اپنے سرور و مسرت کا اظہار کیونکر کرتے تھے۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق منظر یوں تھا۔

فَصَعِدَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ فَوْقَ الْبُيُوتِ وَتَفَرَّقَ الْغِلْمَانُ وَالْخَدَمُ فِي الطُّرُقِ يُنَادُونَ يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (مسلم شریف۔ ج۲)

ترجمہ: سو مرد اور عورتیں گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور بچے اور خادم گلیوں میں پھیل گئے۔ اور سب کے سب یہی نعرہ لگاتے تھے یا محمد یا رسول اللہ، یا محمد یا رسول اللہ

یہ روایت بھی تاریخ کے سینے میں محفوظ ہے کہ [illegible] معاہدے پر یہ طے پایا تھا۔ جو قبیلہ چاہے قریش کا حلیف بن جائے اور جو چاہے مسلمانوں کا۔ چنانچہ بنو خزاعہ نے اسی موقع پر مسلمانوں سے دوستی کا اعلان کر دیا۔ جبکہ بنو بکر قریش کے حلیف بن گئے۔ اس کے بعد کا واقعہ ہے جسے ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے روایت فرمایا ہے۔ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو فرماتے ہوئے سنا۔ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ نُصِرْتَ نُصِرْتَ، (تین مرتبہ) میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں، تیری مدد کی گئی تیری مدد کی گئی [illegible] پھر جب آپ وضو فرما کر باہر تشریف لائے تو میں نے عرض کیا حضور! آپ کس سے گفتگو فرما رہے تھے؟ فرمایا یہ بنو کعب کا رجز خواں [illegible] مجھ سے فریاد کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ قریش نے ان کے خلاف بنو بکر کی مدد کی ہے

پوچھیے ان بزرگان سے کہ کیا اب بھی آپ کے [illegible] میں کچھ فائدہ ہے۔

مسیلمہ کذاب نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے ابتدائی دن تھے کہ اس کے ساتھ مسلمانوں کی جنگ ہوگئی۔ مدینہ منورہ سے سینکڑوں میل دور مسیلمہ کے اپنے علاقے میں گھمسان کا رن پڑا۔ مسلمانوں کا شعار اس روز بھی یا محمد تھا۔ چنانچہ البدایہ والنہایہ وغیرہ کے الفاظ میں [illegible] شِعَارُهُمْ يَوْمَئِذٍ يَا مُحَمَّدَاهُ [illegible] امیر لشکر نے مسلمانوں کے شعار سے پکارا اور اس روز مسلمانوں کا شعار تھا یا محمداہ۔ گویا کافروں اور مسلمانوں کی جنگ کے موقع پر یہ دیکھا جاتا کہ مسلمان کون ہے؟ تو جو یا محمداہ کہتا تھا اسی کو مسلمان سمجھا جاتا تھا۔۔۔ کوئی پوچھے تو آج بھی مسلمانوں کا وہی شعار ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تھا۔

حلب کیسے فتح ہوا اور یوقنا کیسے مسلمان ہوا: واقعہ یوں ہے حضرت علامہ محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ حلب ایک مستقل سلطنت تھی اس میں دو بھائی تھے۔ ایک کا نام یوحنا اور دوسرے کا نام یوقنا تھا یوحنا بڑا اور یوقنا چھوٹا تھا۔ جب حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام سے حلب کی طرف رخ کیا تو یوقنا اپنی فوج کے ساتھ مسلمانوں سے مقابلے کے لئے تیار ہوا۔ یوحنا نے اس کو روکا اور صلح کی رائے دی۔ یوقنا نہ مانا اور اپنی بہادری کی شہرت پر [illegible] کرنے لگا۔ کیونکہ مسلمان کل تک [illegible] تھے [illegible] یہ بھائی شاید تمہاری موت قریب آ پہنچی ہے جو مسلمانوں سے لڑنا چاہتے ہو۔ بہرحال یوقنا پانچ ہزار فوج کے ساتھ شہر سے باہر نکلا اور مسلمانوں پر اچانک ٹوٹ پڑا [illegible] مسلمان [illegible] تھے اور [illegible] قتل بھی ہوئے مگر پھر بھی بہت ہی استقلال اور جوانمردی سے مقابلہ کرتے رہے [illegible] اور بہت زیادہ فوج [illegible] ہی حملہ کر دیا۔ جب مسلمانوں نے اس فوج کثیر کو دیکھا تو یقین [illegible] کہ اب بچنے کی امید نہیں۔ چنانچہ حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] لشکر نہایت اضطراری حالت میں ــــ یَا مُحَمَّد یَا مُحَمَّد یَا نَصْرَ اللهِ انْزِلْ پکارتے اور مسلمانوں [illegible] اللہ کی نصرت آ گئی [illegible] رات اسی حالت میں میدان کارزار گرم رہا اسی اثنا میں اہل حلب نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے [illegible] صلح [illegible] جب [illegible] شہر واپس ہوئے تو یوقنا کو خبر ہوئی کہ اہل حلب مسلمانوں سے صلح کے [illegible] رہو گئے ہیں۔ یوقنا نے فوج کثیر کے ساتھ [illegible] شہر [illegible] اور قتل عام شروع کر دیا۔ [illegible] شہر میں [illegible] مچ گیا۔ یوحنا نے اپنے بھائی کو سمجھایا اور صلح کی رائے دی [illegible] مسلمانوں کی طرف [illegible] یوقنا پہلے ہی بہت غصے میں تھا کہ اہل شہر نے دشمن کے ساتھ صلح کیوں کی ہے۔ [illegible] بھائی کی طرف [illegible] غصب [illegible] بھائی سے کہا تو بھی واجب القتل ہے۔ یوحنا نے آسمان کی طرف منہ کر کے کہا یا اللہ تو گواہ رہ کہ میں اپنی قوم [illegible] أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ۔ یہ پڑھ کر اپنے بھائی یوقنا سے کہا اب جو تمہاری مرضی ہو کر دو یوقنا نے اپنی تلوار سے بھائی کا سر تن سے جدا کر دیا۔ پھر اہل شہر کے قتل عام میں مشغول ہو گیا۔ [illegible] قتل ہوئے تھے کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے اور یوقنا سے سخت لڑائی کی [illegible] یوقنا تاب نہ لا سکا اور فوج کے ساتھ بھاگ کر قلعہ میں پناہ گزین ہو گیا۔ [illegible] دن تک مسلمانوں نے قلعہ کا محاصرہ کیا اور بہت سی تکلیفیں اٹھائیں اور یوقنا نے بھی مسلمانوں کو بہت مصیبت میں ڈالا۔ اچانک ایک روز یوقنا نے حضرت ابوعبیدہ کو اطلاع دی کہ میں نے دین اسلام قبول کر لیا ہے۔ اب میں تمہارا بھائی ہوں اور اس نے قلعہ کے دروازے کھول دیئے اور کلمہ توحید پڑھتا ہوا آیا اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے ملا۔ وہ بہت حیران ہوئے کہ یہی یوقنا کل تک ہمارا دشمن تھا اور ہمارے لشکر کو تباہ کرنے کی فکر میں تھا اور آج کلمہ توحید پڑھ رہا ہے۔ آپ نے اس سے مسلمان ہونے کی وجہ پوچھی اس نے کہا اے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ! واقعہ یہ ہے کہ میں کل اس امر میں متفکر تھا کہ آپ لوگ ہمارے قلعہ تک کیسے پہنچ گئے؟ کیونکہ ہمارے نزدیک کوئی قوم عرب سے زیادہ ضعیف نہیں سمجھی جاتی۔ اسی فکر میں میری آنکھ لگ گئی۔ خواب میں یہ دیکھتا ہوں کہ ایک شخص تشریف فرما ہیں کہ ان کا چہرہ چاند سے زیادہ روشن اور ان کی خوشبو مشک سے زیادہ بہتر ہے۔ میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ اللہ تعالیٰ کے نبی محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ میں نے ان سے عرض کی کہ اگر آپ نبی ہیں تو دعا کیجئے [illegible] حضور ﷺ نے فرمایا "اے یوقنا میں محمد اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں [illegible] عیسیٰ علیہ

سلام سے پہلے ان کی بشارت [illegible] حضور [illegible]
یہ اسلام ہو گیا اور حضور ﷺ کے ہاتھ پر [illegible]
جس طرح میں اب تک طاغوت شیطان [illegible]
[illegible] ﷺ [illegible]

جنگِ یرموک [illegible] حضرت خالد [illegible] عنہ [illegible]
کو شکست کا سامنا ہوا تو وہ بڑے جوش و جذبے سے

یَا مُحَمَّدُ یَا مَنْصُورُ [illegible]

[illegible]

کہتے ہوئے [illegible] (فتوح الشام)

[illegible] رضی اللہ
تعالیٰ عنہم [illegible]

یَا مُحَمَّدُ یَا مُحَمَّدُ [illegible] (فتوح الشام)

ترجمہ: یا محمد [illegible]

ایک رات [illegible] حضرت خالد رضی اللہ
تعالیٰ عنہ بھی پکار رہے تھے

وَاغَوْثَاهُ وَمُحَمَّدَاهُ [illegible]

ترجمہ: اے محمد ﷺ [illegible] (فتوح الشام)

اسی طرح [illegible]

اس کے [illegible] مسلمانوں [illegible]

[illegible] رضی اللہ عنہ [illegible]

یَا مُحَمَّدَاهُ یَا مُحَمَّدَاهُ

تاریخ [illegible] ﷺ [illegible]
نام [illegible] حضرت [illegible]
[illegible] ﷺ [illegible]
[illegible]
[illegible] یا محمد [illegible] (...صفحہ ۳)

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
نصرانیت کی دعوت دی جاتی مگر وہ انکار کرتے رہے [illegible]
قریب لایا گیا تو اس کو بادشاہ [illegible]
سے منحرف کروں گا [illegible]
حسین نہیں ہے اس کو میرے حوالے کر دیجئے [illegible]

[illegible] ... تنہائی میں [illegible] ... شہادت [illegible]

[illegible] ... مدینہ منورہ [illegible] ... پہنچے [illegible]

[illegible] ... جب [illegible] ... شہر میں [illegible] ... چنانچہ [illegible]

شادی کی [illegible] ... عبادت میں [illegible] ... قریب پہنچی تو ایک شب [illegible]

[illegible] ... مجھ سے [illegible] ... مشغول [illegible] ... بیرون شہر [illegible]

[illegible] ... ایک [illegible] ... کرتے، ایک شب [illegible]

[illegible] ... گھوڑوں [illegible] ... روشنی [illegible] ... اور ان کے ساتھ فرشتوں [illegible]

[illegible] ... شادی [illegible] ... جنت [illegible] ... قتل [illegible] ... اس کے بعد

[illegible] ... الفردوس میں [illegible] ... شادی [illegible] ... ہوگئے۔

اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کا طرز عمل: [illegible] ... واقعہ [illegible] ... اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے [illegible] ... شدت و سختی میں [illegible] ... مثال نہیں [illegible] ... اہل بیت اپنے شہدا کی لاشوں کا منظر دیکھ رہی تھیں تو خاتون جنت حضرت سیدۃ النساء کی لخت جگر سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے روتے ہوئے جسے پکارا [illegible] ... حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کی ذات پاک تھی۔ آپ کے الفاظ پر ذرا غور کیجئے۔

یا مُحَمَّدَاہُ یا مُحَمَّدَاہُ صَلّٰی عَلَیْکَ اللّٰہُ وَمَلَکُ السَّمَاءِ

ھٰذَا حُسَیْنٌ مُرَمَّلٌ بِالدِّمَاءِ مُقَطَّعُ الْاَعْضَاءِ

یا مُحَمَّدَاہُ وَبَنَاتُکَ سَبَایَا وَذُرِّیَّتُکَ مُقَتَّلَۃٌ تَسْفِیْ عَلَیْھَا الصَّبَا ([illegible])

ترجمہ: یا محمداہ! یا محمداہ! آپ پر خدا اور آسمان کے فرشتوں کا درود ہو، یہ تیرا حسین ہے گرد و غبار اور خون میں لت پت ہے، اعضا کٹے ہوئے ہیں، یا محمداہ آپ کی بیٹیاں قیدی ہیں اور آپ کی اولاد کو قتل کر دیا گیا ہے، ان پر ہوا خاک ڈال رہی ہے۔

[illegible] شہنشاہ [illegible] ... مصطفی [illegible] ... مرتضی [illegible] ... سجادہ نشین حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی شدید مصیبتوں اور دکھوں کا رونا آپ کے جد امجد حضور رحمۃ للعالمین ﷺ سے رویا۔

یا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ اَدْرِکْ زَیْنَ الْعَابِدِیْنَ

مَحْبُوْسَ اَیْدِی الظَّالِمِیْنَ فِیْ مَوْکَبٍ وَّالْمُزْدَحَمِ

ترجمہ: اے رحمت عالمین، زین العابدین کی مدد کو پہنچئے [illegible] ... ظالموں کے ہاتھوں میں قید ہے۔

[illegible] ... کسی مصیبت سے دوچار ہو جائے تو بعض دفعہ [illegible] ... ایک بے فطرت ایمان [illegible] ... راسخ ہو تو اس کا ایک اہم تقاضا یہ ہے کہ [illegible] ... اپنے محبوب [illegible] ﷺ [illegible] ... یاد [illegible] ... کی یاد [illegible] ... چنانچہ [illegible] ... شوق شہادت سے سرشار ہیں اپنے اللہ کو راضی کرنے کا سب سے زیادہ [illegible] ... اس کے حبیب ﷺ کو پکارا جا رہا ہے [illegible] ... اس وقت تو خاتمہ ایمان پر ہونے کی فکر ہونی چاہیے [illegible] ... بڑھ کر حسن خاتمہ کی کیا دلیل ہے کہ جان ایمان سے ہوگئی ہے

قربانی [illegible]

ممکن نہیں کہ خیر البشر کو خبر نہ ہو

پہلو و سعادت کا [illegible] حضرت [illegible] [illegible] پایا تاقم

میں پیچھے کا خوف [illegible] اشتیاق [illegible] حضرت [illegible] [illegible]

ہوں [illegible] تیری قسمت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

مگر یہ سعادت تو ہمیں نصیب ہوئی جو ہم بیٹھے [illegible] [illegible] [illegible]

ہوتے رہے۔ علامہ [illegible] اپنے بچوں وغیرہ [illegible] آپ [illegible] [illegible] کا [illegible]

اقبال کے وقت [illegible] شدید [illegible] [illegible] [illegible] قوت [illegible]

[illegible] مثلاً پاؤں کا سو جانا [illegible] [illegible] [illegible] ارشاد فرماتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا پاؤں سن ہو گیا تو انھوں نے یا محمد کہا فوراً اچھا ہو گیا۔

حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ [illegible] [illegible] حضرت [illegible] روایت نقل کی ہے۔

﴿خَدِرَتْ رِجْلُ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ اذْكُرْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيْكَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سن ہو گیا تو کسی نے ان سے کہا کہ ان کو یاد کیجئے جو آپ کو

سب لوگوں سے زیادہ پیارے ہیں۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یا محمد کہا ان کا سویا ہوا پاؤں ٹھیک ہو گیا۔

[illegible] میں حضور پرنور سرکار [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنا [illegible] رضی اللہ عنہم [illegible] رضی اللہ عنہ سے شروع ہوا اور [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] میں تباہ

برباد ہو گئے [illegible] [illegible] رہیں گے [illegible] [illegible] [illegible] کا

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

پھر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

کر سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہیں۔ سب

سے پہلے [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] [illegible] واقعات [illegible] [illegible] ہیں

بارش کی خوشخبری۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ایک صاحب نے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور پر حاضر ہو کر التجا کی

[illegible]

ترجمہ یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ [illegible] اپنی امت کے لئے بارش [illegible] [illegible] ہو گئی۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پاس خواب میں تشریف لا کر فرمایا

(فَأَتَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِي الْمَنَامِ فَقَالَ) ائْتِ عُمَرَ فَأَقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّهُمْ مُسْقَوْنَ [illegible]

ترجمہ عمر کے پاس جا کر میری طرف سے سلام کہو اور مسلمانوں کو بارش کی بشارت دو۔

دوسرا واقعہ بھی بالکل اسی قسم کا ہے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد ۱۸ھ میں جو قحط پڑا جسے عام الرمادہ کہتے ہیں اس قحط میں حضرت بلال ابن الحارث مزنی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کی قوم کے لوگوں نے درخواست کی کہ ہم مرے جاتے ہیں کوئی بکری ذبح کیجئے فرمایا بکریوں میں کچھ نہیں رہا ہے انھوں نے اصرار کیا،

آخر بکری ذبح کی گئی اور کھال کھینچی تو نری سرخ ہڈی نکلی یہ دیکھ کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے

فَنَادَى يَا مُحَمَّدَاهُ فَأُرِيَ فِي الْمَنَامِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَتَاهُ فَقَالَ أَبْشِرْ (ابن کثیر ج ۷ البدایہ والنہایہ)

ترجمہ ندا کی یا محمداہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں تشریف لائے اور بشارت دی۔

[illegible] حضور [illegible] ﷺ پر

بہت اچھی طرح سامنے رکھتے ہیں۔

بلخ کے مفتی کی علی [illegible] [illegible] مفتی صاحب [illegible] ﷺ [illegible] مفتی صاحب [illegible] حضور ﷺ [illegible]

[illegible]

نورالدین زنگی کی سعادت [illegible] حضور ﷺ [illegible] ۵۵۷ھ میں سلطان [illegible] شام میں محبوب تھے [illegible] حضور سید عالم ﷺ [illegible] مرحبا چہ جمال جہاں آرائے سلطان نورالدین زنگی کو نوازا اور

ے جدوں بخت [illegible] جنہاں دے نصیب [illegible]

[illegible] حضور سید عالم ﷺ [illegible] سلطان [illegible] صدقہ خیرات [illegible] شام سے مدینہ [illegible] کا سفر شروع کیا ۱۶ دن کی طویل مسافت طے کر کے [illegible] مدینہ منورہ پہنچے [illegible] حاضری دی [illegible] صدقات و خیرات تقسیم [illegible] صدقات خیرات تقسیم ہو گئے تو سلطان نے پوچھا [illegible] مصروف عبادت [illegible] سلطان [illegible] حضور سید عالم ﷺ [illegible] سلطان [illegible] حجرۂ مقدسہ کے قریب [illegible] سلطان [illegible] مدینہ منورہ کے لوگ [illegible] اعتراف [illegible]

شیخ الوقت کون؟ [illegible] شیخ الوقت ہوگا [illegible] محراب میں [illegible] حضرت سید [illegible] حضور پر نور ﷺ نے [illegible] حضور ﷺ [illegible] ﷺ [illegible] تمام مجمع [illegible] ملک شام کے ایک دور دراز علاقے کا شہر ہے) (جواہر البحار جلد ۲)

ایک عجیب و غریب واقعہ [illegible] ناصر الدین سبکتگین [illegible] کے پاس صرف ایک گھوڑا تھا [illegible] جنگل میں [illegible] ہرنی [illegible] بچے [illegible] سبکتگین [illegible] بچے کو [illegible] پیچھے پیچھے چلی [illegible] اس کی صورت اور حرکات سے پریشانی اور رنج کا اظہار [illegible] سبکتگین [illegible] بے زبان جانور پر بہت ترس آیا اور [illegible] بچے کو چھوڑ دیا ہرنی [illegible] بہت خوش [illegible] سبکتگین کی طرف [illegible] خوشی کا اظہار کر رہی ہو۔

[illegible] سبکتگین نے خواب میں آنحضرت ﷺ [illegible] حضور ﷺ نے فرمایا "اے ناصر الدین تو نے ایک بے زبان جانور پر رحم کیا [illegible] خداوند تعالیٰ کی درگاہ میں [illegible] تجھے چاہیے کہ یہی طریق اختیار کرے اور کبھی ظلم کو اپنے ہاتھ سے نہ

[illegible]

[illegible] حضور [illegible] ﷺ کے مشاہدہ [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] کی حکایت [illegible] [illegible] ﷺ [illegible]

[illegible]

مخلوق [illegible] رحم [illegible] پسندیدہ [illegible] ﷺ

خوشخبری [illegible] تشریف [illegible] [illegible]

[illegible] کا ایک [illegible] واقعہ ملاحظہ ہو

ختم المرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی زیارت [illegible] مشہور حدیث [illegible]

انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں [illegible] صحت [illegible] قیامت [illegible] میں بھی شرف [illegible]

سبکتگین کا بیٹا ہے۔ ایک رات کا واقعہ ہے کہ سلطان محمود اپنی قیام گاہ سے نکل [illegible] شمعدان [illegible]

[illegible] محمود [illegible]

پڑھتے پڑھتے جب وہ بھول جاتا تو [illegible]

شمعدان جو فراش نے اٹھا رکھا تھا [illegible] خواب میں محمود کو حضرت محمد ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔

آپ ﷺ نے محمود سے فرمایا [illegible] سبکتگین [illegible] قیامت میں [illegible]

قدر کی ہے [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible] (ا ہ ق فرشتہ)

[illegible] حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ [illegible] ﷺ [illegible]

ہونے کے سلسلے میں ارشاد فرماتے ہیں۔

> [illegible]
>
> درحق است مقبول وواجب العمل است۔ (تفسیر عزیزی جلد [illegible])
>
> ترجمہ [illegible] حضور ﷺ [illegible]
>
> [illegible] اخلاص و اتفاق [illegible] حق میں [illegible]
>
> العمل ہے۔

حوض شمسی حضرت شیخ الاسلام فرید الدین شکر گنج [illegible] پیر و مرشد حضرت قطب الدین [illegible] التمش

کو حوض شمسی تعمیر کرنے کا شوق پیدا ہوا [illegible] حضرت قطب صاحب کی خدمت میں [illegible]

[illegible] التمش [illegible]

سے نکال دیتا۔ اتفاق سے ایک دن التمش [illegible] حوض شمسی [illegible] التمش [illegible]

کی تعمیر کا [illegible] جس روز کا یہ واقعہ ہے [illegible] التمش نے خواب میں حضرت محمد ﷺ [illegible] علیہم الصلوٰۃ والسلام [illegible]

گھوڑے پر سوار ہو کر اس منتخب مقام کی طرف تشریف لائے ہیں اور التمش سے [illegible] التمش [illegible]

ایک حوض تعمیر کرنے کا [illegible] ہے۔ آنحضرت ﷺ نے التمش کی التجا کو پسند فرمایا اور ان کے گھوڑے [illegible] ایک چشمہ پھوٹ

نکلا اور زور شور سے بہنے لگا۔ التمش نے ابھی اسی قدر خواب دیکھا تھا [illegible] اور التمش اسی وقت حضرت قطب

صاحب (یعنی حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہوا [illegible] کے ساتھ ان سے [illegible] خواب کی تمام [illegible] بیان کر دی۔

حضرت فرید شکر گنج [illegible] پیر و مرشد سے روایت کرتے ہیں کہ التمش [illegible] حضرت قطب صاحب [illegible] اپنے ساتھ اس جگہ لے گیا۔ قطب صاحب [illegible]

میں دیکھا کہ وہاں ایک چشمہ پھوٹتا ہے اور اس کا پانی ہر چہار طرف [illegible]

منصب نبوت

قسط:2



مقام حدیث

(قرآن کریم کی روشنی میں)

○ محمد صدیق ضیاء ○

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۴۔شارع اور تشریعی اختیارات: جناب رسول اللہ ﷺ صاحب شریعت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو تشریعی اختیارات عطا فرمائے ہیں۔ جس چیز کا چاہیں حکم دیں اور جس سے چاہیں منع فرمائیں۔ آپ کا حکم شریعت کا قانون اور واجب الاطاعت ہے قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

یامرھم بالمعروف وینھھم عن المنکر ویحل لھم الطیبٰت ویحرم علیھم الخبٰئث (الاعراف۔۱۵۷)

ترجمہ: وہ نبی بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا۔ اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا۔

اللہ تعالیٰ نے امر و نہی اور تحلیل و تحریم کو جناب رسول اللہ ﷺ کا فعل قرار دے کر آپ کے تشریعی اختیارات یعنی شریعت کا قانون بنانے کے اختیارات کو بیان فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تحلیل و تحریم صرف وہی نہیں جو قرآن میں بیان ہوئی بلکہ تحلیل (کسی چیز کو حلال قرار دینے) اور تحریم (کسی چیز کو حرام قرار دینے) کا اختیار اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو بھی عطا کیا ہے۔ لہٰذا جو چیز اللہ کے رسول ﷺ نے حلال قرار دی وہ حلال ہے اور جسے حرام قرار دیا وہ حرام ہے اور جس چیز کا حضور کریم ﷺ نے حکم دیا یا منع فرمایا ہے وہ واجب الاطاعت ہے گویا آپ معیار حق و باطل اور دین کا مرکز و محور ہیں جسے آپ نے قبول فرمایا وہی معروف ہے اور جسے آپ نے رد کر دیا وہی منکر ہے۔ پس جو شخص مسلمان ہونے کا مدعی ہو اور قرآن کریم پر ایمان کا دعویٰ بھی کرے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ آپ کے تشریعی اختیارات پر بھی ایمان لائے۔ جب قرآن نے حضور ﷺ کے تشریعی اختیارات بیان فرما دیئے ہیں تو آپ کے تشریعی اختیارات کا انکار قرآن کا انکار قرار پائے گا اور منکر کافر ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے منکرین کی نہ صرف مذمت کی ہے بلکہ اسلامی حکومت کو ان سے جہاد کرنے کا حکم بھی دیا ہے۔ فرمایا۔

قاتلو الذین لا یومنون باللہ ولا بالیوم الاخر ولا یحرمون ما حرم اللہ ورسولہ (التوبہ۔۲۹)

ترجمہ: لڑو ان سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور قیامت پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جسے حرام کیا اللہ اور اس کے رسول نے۔ (کنز الایمان)

دیکھئے اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر جو رسول اللہ ﷺ کی حرام کردہ اشیاء کو حرام نہیں مانتے غضب فرماتا ہے اور اسلامی حکومت یعنی فرزندان اسلام کو ان سے قتال کا حکم دیتا ہے اور فرمایا جو قرآن کے حرام کردہ کو حرام سمجھے اور رسول اللہ ﷺ کے حرام کردہ کو حرام نہ مانے دونوں کی سزا قتل ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو شارع اور قانون ساز بنایا ہے جو شخص آپ کے تشریعی اختیارات کو تسلیم نہیں کرتا وہ اسلام کا باغی ہے جبکہ آپ ﷺ کے تمام تشریعی احکام آپ کی احادیث مبارکہ میں بیان ہوئے ہیں لہٰذا آپ کے تشریعی اختیارات نے حدیث کے دلیل شرعی ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ سمجھنے اور ایمان لانے کی توفیق عطا فرمائے۔

۵۔حاکم و مختار: اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو جیسے شارع

نبی اور رسول بنایا ہے اسی طرح لوگوں کے جملہ نزاعی امور یعنی دینی و دنیوی تمام معاملات میں ان پر حاکم بھی بنایا ہے اور جس طرح جناب رسول ﷺ کی نبوت و رسالت کا منکر مومن نہیں ہو سکتا اسی طرح آپ ﷺ کو حاکم نہ ماننے والا یا آپ کی حاکمیت کو دل و جان سے تسلیم کرنے میں تنگی محسوس کرتے ہوئے تسلیم نہ کرنے والا بھی مومن نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما (النساء۔۶۵)

ترجمہ: تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں (کنزالایمان)

لا یؤمنون حتی یحکموک سے معلوم ہوا کہ مومن صرف وہی ہے جو نبی کریم ﷺ کو حکم تسلیم کرتا ہے اور آپ کے ہر حکم کو مانتا ہے اور ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے احکام اور فیصلوں کا ظاہری طور پر تسلیم کرنا اور محض زبان سے اقرار کرنا ہی کافی نہیں بلکہ ان میں کوئی تنگی محسوس کئے بغیر دل و جان سے قبول کرنا مومن ہونے کی شرط ہے۔ گویا جو شخص اسلامی احکام کا مذاق اڑائے یا حضور رسالت مآب ﷺ کے احکام میں نقائص تلاش کرے یا ان پر اعتراض اٹھائے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

اور کسی کا یہ کہنا کہ یہاں صرف دینی معاملات مراد ہیں یا صرف قبول وحی کا معاملہ ہے اور ذاتی معاملات خصوصیات یہاں زیر بحث نہیں ایک غلط نقطہ نظر ہے۔ قرآن کریم کے نزدیک کسی مسلمان کے لئے جناب رسول ﷺ کے فیصلوں کے مقابلے پر اپنی ذاتی رائے اور شخصی خواہش کو ترجیح دینا ایمان کے تقاضوں کے منافی اور رسول اللہ ﷺ سے روگردانی اور کھلی گمراہی قرار دیا۔

وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لہم الخیرۃ من امرہم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا (الاحزاب۔۳۶)

ترجمہ: کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ و رسول کچھ حکم فرما دیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا وہ بے شک صریح گمراہی میں بہکا۔ (کنزالایمان)

یہاں چند باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔

۱۔ رسول ﷺ کے فیصلے حتمی قرار پاتے ہیں۔

۲۔ جیسے اللہ کے فیصلے کے سامنے بندے کے سب اختیارات ختم ہو جاتے ہیں ایسے ہی جناب رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کے سامنے بھی بندہ مومن کے سب اختیارات ختم ہو جاتے ہیں۔

۳۔ جو شخص اللہ کا حکم نہ مانے وہ بھی گمراہ اور جو رسول اللہ ﷺ کا حکم نہ مانے وہ بھی گمراہ۔ گویا اللہ و رسول ﷺ کے احکام میں تفریق جائز نہیں۔

۴۔ امرھم سے لوگوں کے ذاتی معاملات مراد ہیں اور وہی زیر بحث بھی ہیں پس آپس کے ہر جھگڑے اور ہر معاملے میں خواہ وہ دینی ہو یا دنیوی اللہ کے رسول ﷺ کو حکم بنانا اور آپ کے حکم و فیصلہ کو تسلیم کرنا شرط ایمان ہے

عقل سلیم کا بھی تقاضا ہے کہ ایک مسلمان نے جب حضور اکرم ﷺ کو اللہ کا نبی اور رسول تسلیم کر لیا تو گویا اس نے آپ ﷺ کو اللہ کا نمائندہ اور آپ کے ہر حکم و عمل کو اللہ کی مرضی کا مظہر مان لیا۔ اگر رسالت کے بعد بھی کوئی شخص اللہ کے رسول ﷺ کا حکم اپنی عقل کے ترازو میں تولتا ہے تو اس کا رسول ﷺ کی رسالت پر ایمان کیسا؟ چونکہ رسول کی بعثت کا مقصد یہی ہے کہ وہ احکام الٰہی لوگوں تک پہنچائے اور اپنے قول و کردار سے وضاحت فرما کر لوگوں کو سمجھائے۔ اس لئے یہاں رسول کا مقام یہی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے ہر حکم اور ہر فیصلہ کو دل و جان سے تسلیم کیا جائے اور آپ کی اطاعت کی جائے۔ روگردانی اور تمرد کی گنجائش نہیں۔

احکام رسول کا منکر درحقیقت احکام الٰہی کا منکر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے حکم کو نہ تسلیم کرنے والے یا آپ کا حکم ماننے سے انکار کرنے والے کو ایمان سے ہی محروم قرار دے دیا ہے۔ پس مومن صرف وہی ہے جو اللہ کے پیارے رسول ﷺ کے تمام احکامات، جملہ ارشادات اور جملہ فیصلوں کو تسلیم کرتا ہے اور آپ کے احکامات و ارشادات یعنی احادیث مبارکہ کو حجت مانتا ہے اور جو احادیث کی حجیت کا منکر ہے وہ گویا مومن ہی نہیں۔

۲۔ آمر و ناہی نافرمان جہنمی:

رسول کی نافرمانی کے

تشریف لانے والا اللہ کا رسول، اللہ کا پڑھایا ہوا اور سکھایا ہوا ہوتا ہے۔ فرمایا۔

وعلمک مالم تکن تعلم (النساء۔۱۱۳)

ترجمہ: اور تمہیں سکھایا جو تم نہ جانتے تھے۔

لہذا اللہ کا رسول اللہ کی رضا کو بھی جانتا ہے اور ناراضگی کو بھی۔ چونکہ اللہ کی رضا اور جنت تو [illegible] نیکی ہے اور جہنم اور ناراضگی [illegible] برائی ہے [illegible] رسول ﷺ نیکی کے کاموں کا حکم دیتا ہے اور برے کاموں سے منع کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

یامرھم بالمعروف وینھھم عن المنکر (الاعراف۔۱۵۷)

ترجمہ: وہ حکم دیتا ہے انہیں نیکی کا اور روکتا ہے انہیں برائی سے

اب ہدایت، نیکی، اللہ کی رضا اور جنت تو وہ حاصل کرے گا جو آپ کے حکم کے مطابق نیکی (معروف) اپنائے گا یعنی آپ کا حکم مانے گا جس بات سے آپ ﷺ نے روک دیا ہے برائی (منکر) جانتے ہوئے [illegible] کا نہیں جو شخص [illegible] آپ ﷺ کے [illegible] نیکی یا حاصل [illegible] جناب رسول اللہ ﷺ [illegible] قرآن کریم کے مطابق [illegible] معروف یعنی نیکی ہے [illegible] سے منہ پھیر لیا ہدایت سے محروم رہا۔ جناب رسول اللہ ﷺ تو جانتے ہیں کہ معروف، نیکی [illegible] راضی ہوگا۔ کیونکہ اللہ کی رضا کس بات میں ہے تشریف لائے ہیں جب کہ منکر حدیث [illegible] جانتا کہ اللہ کی رضا کس بات میں ہے اور کس میں نہیں کیونکہ اللہ کی [illegible] ﷺ [illegible] سے اس نے منہ پھیر رکھا ہے۔ اس لئے ہدایت سے بھی محروم ہی ہے۔

رضائے خداوندی حاصل کرنے اور خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے بچنے کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ کی [illegible] کی تاکید فرمائی ہے اور منکرین کو عذاب شدید کی تنبیہ فرمائی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وما اٰتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب (الحشر۔۷)

ترجمہ: اور جو کچھ تمہیں رسول دیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے رک جاؤ اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

اس فرمان باری تعالیٰ کے مطابق ہر وہ حکم جو اللہ کا رسول امت کو دے اسے تسلیم کرنا اور اس کی اطاعت کرنا واجب ہے اسی طرح جس بات سے وہ منع کر دے اس سے باز رہنا لازم ہے۔ اب اللہ کے رسول ﷺ نے جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا یا جن کاموں سے منع فرمایا ان سب کا ذکر احادیث مبارکہ ہی میں ہے کہیں اور نہیں۔ لہذا ہدایت و نجات کے لئے ان کی حجیت کو تسلیم کرنا اور ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔ جناب رسول ﷺ فرماتے ہیں۔

ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللہ وسنۃ رسولہ (موطا امام مالک رضی اللہ عنہ)

ترجمہ: میں تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں جب تک تم انہیں مضبوطی کے ساتھ پکڑو گے گمراہ نہیں ہو گے۔ ایک قرآن ہے دوسری اس کے رسول کی سنت۔

مطلب یہ کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں قرآن بھی دیا اور اپنی سنت بھی [illegible] گمراہی [illegible] عذاب شدید سے بچنے کے لئے قرآن [illegible] حدیث مبارکہ پر بھی عمل کرنا ضروری ہے جس کسی نے پرواہ نہ کی اور جناب رسول اللہ کے اوامر و نواہی میں ان کی نافرمانی [illegible] ہمیشہ کے لئے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ ملاحظہ ہو قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ فرمایا۔

ومن یعص اللہ ورسولہ ویتعد حدودہ یدخلہ نارا خالدا فیھا

([illegible])

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی کل حدوں سے بڑھ جائے اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا جس میں ہمیشہ رہے گا۔

(کنز الایمان)

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو امر و نہی دے کر مبعوث فرمایا اور دلیل [illegible] آپ کے اوامر و نواہی کی پابندی کی تاکید فرمائی [illegible] نافرمان لوگوں کو [illegible] ہمیشہ کے لئے جہنم میں پھینکنے کی وعید فرمائی۔ معلوم ہوا [illegible] نجات کے لئے آپ کے اوامر و نواہی (جملہ احکامات) یعنی احادیث [illegible] کی متابعت ضروری ہے اور حدیث کو دلیل شرعی اور حجت ماننے سے انکار ممکن ہی نہیں۔ اللہ ہدایت عطا فرمانے والا ہے۔

کتاب سیرت حضور بخش لاثانی کا ایک تمہیدی مقالہ

خاندانِ رسالت کے دینی کارنامے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿حضور بخش لاثانی قدس سرہ [illegible] سادات سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ [illegible] برحق اور ملت اسلامیہ کی عظیم خدمات سر انجام دیں آپ کی [illegible] ہم وجہ ان کا آل رسول ہونا بھی ہے۔ اس نکتے کی وضاحت کے لیے اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم اور ان کی مقدس اور ان کے دینی کارناموں کا از حد مختصر تذکرہ نہایت موزوں اور مبارک نظر آتا ہے۔...... ﴾

قدسی نفوس کی عظمت کا اندازہ کیونکر ہو سکتا ہے جنھوں نے شب و روز بلکہ ماہ و سال کاشانۂ نبوت میں بسر کیے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر کیا اگر [illegible] قرآن مجید کے [illegible] ہے ﴿ [illegible] ﴾ [illegible] اہل بیت اطہار کی تطہیر خود ذات باری نے فرمائی (جیسا کہ [illegible] تطہیرا سے روشن ہے) ﴿ [illegible] تمہیں پاک کر کے [illegible] ﴾

محمد حسین

اہل بیت کی عظمت وطہارت [illegible]

خوش بخت تھے جنہیں اللہ جل شانہ کے عظیم ترین رسول اور کریم ترین حبیب سیدنا و مولانا حضور محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی زیارت نظر ایمان سے میسر آئی۔ انھی کو صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کہا جاتا ہے اور امت کا بڑے سے بڑا ولی عظمت شان میں ان سے کوئی نسبت نہیں رکھتا۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

فضل مر جمیع صحابہ کرام راست بر باقی امت چہ ہیچ
فضیلتے بفضل صحبت خیر البشر علیہ وعلیہم الصلوات
والتسلیمات معادل نتواند شد

ترجمہ: تمام صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو باقی
امت پر فضیلت حاصل ہے کیونکہ کوئی فضیلت بھی
حضور خیر البشر ﷺ کی صحبت کے برابر نہیں ہو سکتی۔

جب حضور سرور کائنات علیہ افضل التسلیمات والصلوات کو ایک بار نظر ایمان سے دیکھنے [illegible] عظیم و جلیل مرتبے پر [illegible]

طہارت کے فوائد و نتائج [illegible]

ہو جائے تو وہ شرک و کفر سے بری، دنیا کی محبت سے خالی اور اخلاق رذیلہ [illegible] سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ [illegible] تعالیٰ و رسول ﷺ کی رضا اس کا مقصد [illegible] جاتی ہے اور زندگی کی ہر توانائی اسی کے لئے وقف ہو جاتی ہے۔ حسد، بغض اور حرص و طمع کے رسیے اسکے دامن [illegible] اور چادر کردار سے دور رہتے ہیں۔ وہ ﴿[illegible] اشد حبا للہ﴾ (ایمان والوں کو سب سے زیادہ محبت خدا سے ہوتی ہے) کا مظہر اور ﴿[illegible] ومحیای ومماتی [illegible]﴾ (میری زندگی اور میری موت اللہ رب العلمین ہی کے لئے ہے) کا مصداق ٹھہرتا ہے۔ وہ شہنشاہ حقیقی کا سچا غلام بن کر ﴿[illegible] علیہم ولا هم یحزنون﴾ (ان پر نہ کچھ خوف ہے نہ غم ......) کے گروہ میں شامل ہو جاتا ہے۔ [illegible] خاتم ﷺ کا امتی ہونے کے ناطے سے خدا کا آخری پیغام [illegible] ہے۔ دین حق پر اپنی متاع حیات قربان کر دینا اس کے لئے مقصد حیات اور اس راہ کی پریشانی اس کی جمعیت خاطر کا سامان بن جاتی ہے۔ جب جب دل

کی صورتوں میں اسلام ہوتا ہے، در حقیقت حقوق و رشتہ داروں حبیب خدا
علیہ التحیۃ والثناء کی محبت ہمیشہ کے لئے دل و روح میں بس جاتی ہے۔

اہل بیت اور تحفظ و اشاعت دین

اہل بیت رضی اللہ عنہم نے گھر سے طلوع ہونے والے سورج کی پہلی کرنوں سے حضور اکرم ﷺ کی اشاعت دین کے سلسلے میں شدید ترین مصائب سے دوچار سوائے سیدہ بلکہ خود انہیں بھی اپنے آقا و مولا علیہ التحیۃ والثناء کی پیروی میں شب و روز صبر آزما حوادث سے گزرنا پڑا۔ ہر ہوا کا رخ کافر معاشرہ اسلام میں داخل ہو رہے تھے۔ مگر گھر کا ہر فرد پہلے ہی دن سے حلقہ اسلام میں داخل ہو چکا تھا۔ بت پرستانہ ماحول میں توحید کا اعلان اور قربانیوں کا ... محبوب کریم اور ان کے اہل بیت علیہم الصلوۃ والسلام نے باطل کی آندھیوں میں حق کا چراغ روشن رکھا۔ ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا نے بعثت سے پہلے اپنا سارا مال و متاع حضور حبیب خدا علیہ التحیۃ والثناء کے قدموں پر نچھاور کر دیا تھا تاکہ (جس طرح چاہیں تقسیم کریں)۔ بعثت ہوتے ہی سب سے پہلے تصدیق کا شرف حاصل کیا اور پھر اپنے وصال تک اسلام کا دست و بازو بنی رہیں۔ مشکل ترین حالات میں بھی اپنے شوہر نامدار حضور سید ابرار ﷺ کو دلاسے دیتیں اور ہمیشہ ہمت دلاتی رہیں۔ آپ کی بنات طاہرات سیدہ زینب، سیدہ رقیہ، سیدہ ام کلثوم اور سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہن بھی کمسنی کے باوجود بہترین حوصلہ و ہمت کا مظاہرہ فرماتی رہیں۔ داعی رسالت کی یہ کلیاں جس صبر و رضا کے ساتھ مخالفت کی باد سموم کا مقابلہ کرتی رہیں، وہ حیرت انگیز ہے۔ سب کو اپنے اللہ رب العزت کی قدر حضور سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم کے نقش قدم پر مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرنا پڑی۔ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا واقعہ ہجرت تو بہت دردناک ہے۔ حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر نامدار حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی تو ہادی اعظم ﷺ نے فرمایا "ابراہیم اور لوط (علیہم السلام) کے بعد عثمان پہلے شخص ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ میں اہلیہ کے ہمراہ ہجرت کی ہے" انہیں تین ہجرتیں ملیں (دو حبشہ کی طرف اور ایک مدینہ منورہ کی جانب) ان سب بیٹیوں میں سب سے بلند مرتبہ حضرت خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہرا البتول علیہا الصلوۃ والسلام کا ہے جو اپنی عادات و خصائل میں بھی حضور ﷺ سے مشابہ تھیں اور بقول علامہ اقبال مرحوم امت کی عورتوں کے لئے کامل نمونہ ہیں۔ (حضور نبی کریم رؤف رحیم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے سب فرزند حضرت سیدنا قاسم، حضرت سیدنا عبد اللہ جن کے لقب طیب و طاہر ہیں، حضرت سیدنا ابراہیم) بچپن ہی میں رحلت فرما گئے تھے۔ (علیہم و علیہم الصلوۃ والسلام)

حضرت سیدہ خدیجۃ الکبری اور ان کے جگر پاروں کے علاوہ اہل بیت اطہار میں حضور شہنشاہ رسالت کی باقی ازواج مطہرات بھی شامل ہیں جو اپنے اپنے وقت پر عقد نبوت سے مشرف ہوتی رہیں (صلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ وازواجہ وسلم) ان سب نے دنیا اور متاع دنیا کے بجائے اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کی اطاعت و محبت کو اختیار فرمایا۔ یہ مومنوں کی مائیں ہیں اور قرآن پاک نے ان کا بے مثل مقام و مرتبہ بتایا ہے۔ یہ انہی کا فیض ہے کہ چودہ صدیاں گزرنے کے باوجود موجودہ گئے گزرے دور میں بھی ایک ان پڑھ مسلمان عورت پلیدی و پاکی کے مسائل سے واقف ہے۔ خصوصاً صدیقہ بنت صدیق جو امہات المومنین میں حضرت خدیجۃ الکبری کے بعد سب سے بلند پایہ ہیں، علم و فضل میں اپنی نظیر نہیں رکھتیں۔ (رضی اللہ عنہن جمیعهن) سرور کائنات فخر موجودات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات نے فرمایا: علم دین کا آدھا حصہ حمیرا سے سیکھو۔

حضرت سیدۃ النساء بتول زہرا علیہا التحیۃ والثناء کے شوہر والا گوہر امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم بھی اہل بیت کے نمایاں فرد ہیں۔ ان کے والد جناب ابی طالب کے ایمان پر تو روایات کا اختلاف موجود ہے مگر خدمات پر سب متفق ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کے ابتدائی دور میں وہ بہت بڑے دنیوی سہارا تھے۔ ان کی وفات (اور حضرت خدیجۃ الکبری کا وصال) ایک ہی سال یعنی سنہ نبوی میں ہوا تھا کہ جس سال کو عام الحزن (یعنی غم کا سال) کہا گیا۔ شیر خدا رضی اللہ عنہ بچپن سے ہی حضور ﷺ کے زیر تربیت رہے اور آخر تک بہترین وفا کا حق ادا کرتے رہے۔ آپ صحابہ کرام میں سب سے بڑے قاضی، قرآن کریم کے خوب مفسر، خلفائے ثلاثہ کے مشیر اور چوتھے خلیفہ راشد تھے۔ (رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین) آپ کی بھی محبت خدمت ایمان اور اطاعت اطاعت قرآن ہے۔ چنانچہ مختلف روایات کے مطابق حضور سید کونین ﷺ نے فرمایا۔

۱..... لا یحب علیاً منافق ولا یبغضہ مومن (احمد، ترمذی)

ترجمہ: (حضرت ام سلمہ کی روایت) کوئی منافق علی سے محبت نہیں کرتا اور کوئی مومن ان سے بغض نہیں رکھتا۔

۲..... اقضاکم علی (بہت سی سندوں سے ثابت ہے) حضور ﷺ نے صحابہ سے فرمایا) تم میں سب سے بڑا فیصلہ کرنے والے علی ہیں

۳..... یا علی من فارقنی فقد فارق اللہ ومن فارقک یا علی فقد فارقنی (حاکم)

ترجمہ: اے علی جو مجھ سے الگ ہوا، وہ خدا سے الگ ہوا اور اے علی جو تم سے الگ ہوا، مجھ سے الگ ہوا۔

۴..... علی مع القرآن والقرآن مع علی لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض (حاکم)

ترجمہ: علی قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علی کے ساتھ، یہ جدا نہ ہوں گے حتی کہ دونوں حوض پر آ کر مجھ سے ملیں گے۔

۵..... دعا فرمائی رحم اللہ علیا اللھم ادر الحق معہ حیث دار (حاکم)

ترجمہ: اللہ علی پر رحم فرمائے، اے اللہ حق کو اسی طرف لے جا جدھر علی جائیں۔

یہ سب روایات ازالۃ الخفا جلد ۲ مصنفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے لی گئی ہیں۔ ان سے واضح ہو گیا کہ دین اور فہم دین سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا کتنا گہرا تعلق ہے اس سے بے نیاز ہو کر کوئی شخص قرآن دانی کا دعویٰ کرے تو صریحاً غلط ہے۔ مزید ارشادات حضور معلم اعظم ﷺ فرماتے ہیں

۶..... انا دار الحکمۃ و علی بابھا (ترمذی)

ترجمہ: یعنی میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔

۷..... انا مدینۃ العلم وعلی بابھا فمن اراد المدینۃ (او اراد العلم) فلیات الباب

ترجمہ: (ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق ارشاد) میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ تو جو شہر میں جانے کا (اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں "علم کا") ارادہ کرے اسے دروازے پر آنا چاہیے۔

خود حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے ایک بار خطبے کے دوران فرمایا۔

سلونی عن کتاب اللہ فواللہ ما من آیۃ الا وانا اعلم ابلیل نزلت ام بنہار ام فی سھل ام فی جبل

ترجمہ: مجھ سے کتاب اللہ کے متعلق پوچھو، سو اللہ کی قسم ہر آیت کے بارے میں جانتا ہوں کہ رات کو نازل ہوئی یا دن کو، میدان میں یا پہاڑ پر

حضرت ابن المسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "سلونی" (یعنی جو چاہو مجھ سے پوچھو) صحابہ کرام میں صرف حضرت علی ہی فرمایا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو علم کے دس میں سے نو حصے دیئے گئے تھے اور بخدا دسویں میں بھی دوسروں سے شریک تھے۔

یہ وسعت علم ہو تو فیض رسانی میں کیسے فرق ہو سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ علم عقائد، فقہ، تصوف وغیرہ میں امت آپ کی ممنون ہے۔ علم نحو کی بنیاد کا سہرا بھی آپ کے نام ہے۔ صوفیا کے اکثر سلاسل آپ تک پہنچتے ہیں۔

پنجتن پاک میں چوتھا نمبر حضرت علی المرتضیٰ کے فرزند اکبر سیدنا امام حسن مجتبیٰ اور پانچواں آپ کے فرزند اصغر سیدنا امام حسین کا ہے۔ (علی جدھما وامھما وابیھما وعلیھما الصلوٰۃ والسلام) دونوں اللہ اور حضور رسول اللہ ﷺ کے محبوب اور جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ جناب امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے جد امجد امام الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کی اس پیش گوئی کے مصداق ہوئے کہ

﴿ابنی ھذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین من المسلمین﴾ (بخاری)

ترجمہ: میرا یہ بیٹا سردار ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرے گا۔

افتراق و انتشار ختم کر کے امت کو ایک بار پھر سکون و اطمینان کے راستے پر ڈال دینا ایک عظیم کارنامہ تھا جو اہل بیت کے ایک فرد عظیم نے سرانجام دیا۔ اور جب نظام شریعت سخت طوفانوں کی زد میں آیا تو اس کی حفاظت کے لئے اہل بیت ہی کے دوسرے عظیم فرد اور جناب امام حسن کے برادر اصغر حضرت امام حسین علی جدہ و علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنی متاع حیات بلکہ تقریباً سارا کنبہ راہ حق میں قربان کر دیا۔ خوب فرمایا حضرت داتا گنج بخش علیہ رحمۃ نے کہ تا حق ظاہر بود مر حق را متابع بود و چوں حق مفقود شد شمشیر برکشید و تا جان فدائے خداوند تعالیٰ نکرد و نیارامید (یعنی جب تک حق ظاہر تھا،

آپ حق کے تابع رہے اور جب حق مغلوب ہو گیا، آپ نے تو راحت و آرام
جب تک جان خدا کے نام پر قربان نہ کر دی، آرام سے نہ بیٹھے)

اہل بیت اطہار کو قرآن پاک سے جو خصوصی تعلق ہے اس کا کچھ ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ تعلق انتہائی مضبوط ہے، اس لئے کہ قرآن کا نزول ہی اہل بیت کے گھر میں ہوا چنانچہ امہات المومنین کو فرمایا

﴿واذکرن ما یتلیٰ فی بیوتکن من اٰیات اللہ والحکمۃ﴾

ترجمہ: اور یاد کرو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آیتیں اور حکمت۔ (الاحزاب)

جنگ صفین کے موقعے پر جب شامیوں نے نیزوں پر قرآن پاک بلند کیا تو شیر خدا کرم اللہ وجہہ نے فرمایا یہ خاموش قرآن ہے اور میں بولنے والا قرآن ہوں (ہذا قرآن صامت و انا قرآن ناطق رواہ الخ) پھر سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر انور نے شہادت کے بعد نیزے کی نوک پر تلاوت کر کے ثابت کر دیا کہ قرآن و اہل بیت کا تعلق عارضی نہیں۔ خود حضور ہادی کائنات افضل موجودات علیہ افضل التحیات والتسلیمات کی ایک مشہور حدیث پاک سے بھی یہی مستفاد ہوتا ہے ﴿انی تارک فیکم الثقلین احدھما اکبر من الاٰخر کتاب اللہ تعالیٰ و عترتی فانظروا کیف تخلفونی فیھما لن یتفرقا حتیٰ یردا علی الحوض﴾ (حاکم)

ترجمہ: (غدیر خم کے مقام پر فرمایا) میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اپنی آل۔ اچھی طرح دیکھ لینا کہ تم (میرے وصال کے بعد) ان دونوں سے کیا سلوک کرتے ہو، یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گی یہاں تک کہ دونوں حوض پر میرے پاس وارد ہو جائیں گی۔

اگر اس فرمان ذیشان پر غور کر لیا جائے تو کھل جاتا ہے کہ آل رسول علیہم السلام اور قرآن کا تعلق ہرگز ہرگز ختم ہونے والا نہیں اور یہ دونوں جلیل القدر ہستیاں ہمیشہ رہیں گی۔ جو ان میں سے ایک کا بھی منکر ہے وہ در اصل دونوں کا منکر ہے۔ منکر قرآن ہو کر اہل بیت کی محبت کا دعویٰ باطل ہے اور اہل بیت سے عداوت رکھنے والا محبت و عظمت قرآن بھی خارج از بحث ہے۔ قرآن اہل بیت اور آل رسول کی عظمتوں کا اعلان کرتا ہے اور کرتا رہے گا تو عترت رسول ﷺ قرآنی تعلیمات کی محافظ ہے اور رہے گی۔ امت پر رسول امت ﷺ کے بعد

ان کی تعظیم ہے جو کوئی ان سے تمسک اختیار کر لے وہ گمراہ نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ درود پاک میں شامل فرمایا گیا۔ آقا علیہ السلام نے ساتھ ہی سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے ساتھ مسلسل آپ کی آل پاک کا ذکر ہے اور امت آپ سے اور آپ کی آل سے محبت و عقیدت کا ثبوت دے کر ہر نماز میں یہی درود پڑھ کر اظہار عقیدت و مودت کریں۔ اپنے ایمان کو مزید تازہ کریں۔ یہ دعا ملاحظہ فرمائیے جو سید عالم نور مجسم ﷺ نے سید عرب (علی مرتضیٰ) اور سیدہ نساء العالمین حضرت زہرا رضی اللہ عنہما کے نکاح کے موقعے پر فرمائی تھی۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

چوں با حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا تزویج کرد دعا فرمود

﴿جمع اللہ منکما الکثیر الطیب و بارک فیکما قال انس واللہ لقد اخرج اللہ منھما الکثیر الطیب﴾

ترجمہ: جب (حضور ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا) نکاح حضرت زہرا رضی اللہ عنہا کے ساتھ کر دیا تو دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تم دونوں سے بہت پاکیزہ نفوس پیدا فرمائے اور تم دونوں میں برکت رکھے۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم حق تعالیٰ نے ان دونوں سے پاکیزہ نفوس کثیر نکالے

کثرت آل واسطہ فیض

اس دعائے کریم پر خوب غور کریں۔ سیدہ خاتون جنت اور مولا مشکل کشا علیہما السلام سے آل رسول کا جو سلسلہ شروع ہوا وہ حسنین کریمین علیہم الرضوان سے چل کر قیامت تک جاری رہے گا۔ یہ تعداد کے اعتبار سے بھی کثیر ہو گا اور طیب (پاکیزہ) ہونے کی بنا پر امت کے لئے واسطہ فیض بھی ہو گا۔ بعض مفسرین نے ﴿انا اعطینٰک الکوثر﴾ (یعنی بیشک ہم نے محبوب تمہیں کوثر عطا فرمایا) میں الکوثر کے مختلف معانی میں کثرت امت کے علاوہ کثرت آل کو بھی شامل رکھا ہے اور یہ کسی قبیلے کی محض عددی کثرت کوئی اہمیت کی بات نہیں جب تک اس میں صالح افراد کی کثرت نہ ہو۔

یہ دعا اور مذکورہ بالا حدیث گواہ ہیں کہ امت فیضان برکت حاصل کرنے کے لئے آل رسول کی محتاج ہے۔ اعلیٰ حضرت مجدد امت فاضل بریلوی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

رسول وال شوی از نام او جمی یابی
دو حرف معرفہ در ابتدائے آل رسول
اگر شب است مخور سخت در محیدانی
بود چشم دیار لقائے آل رسول

یہی وجہ ہے کہ امت کے اکابر اولیائے کرام یا تو اسی مقدس

خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں یا اس کی نظر کرم سے نصیب ہوتے ہیں۔ غوثیت کبریٰ تو کسی کے مخصوص ہو کر رہ گئی ہے۔ چنانچہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ (غوثیت کے موقف سے متعلق) ترجمہ پیش خدمت ہے

[illegible] راہ ولایت سے ... ان کی رہنمائی

پیشوا اور سردار بلکہ ان بزرگوں کے لیے منبع فیض حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں اور یہ منصب عظیم آپ ہی سے تعلق رکھتا ہے۔ اس مقام میں گویا حضور سرور کائنات علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں قدم مبارک آپ (یعنی علی المرتضیٰ) کرم اللہ وجہہ کے سر مبارک پر ہیں۔ حضرت سیدہ فاطمہ زہرا اور حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اس مقام میں آپ کے ساتھ شریک ہیں۔ میرا گمان ہے کہ دنیا میں تشریف لانے سے پہلے بھی اس مقام کے اسی طرح ملجا و ماویٰ تھے جیسا کہ بعد میں۔ اور (اولیاء کے قرب ولایت یعنی اقطاب و اوتاد کی) اس راہ میں جسے بھی فیض و ہدایت ملتی ہے، انہی کے ذریعے ملتی ہے کیونکہ آپ اس راہ کے آخری نقطے کے نزدیک ہیں اور اس مقام کا مرکز آپ ہی سے تعلق رکھتا ہے اور جب آپ کا دور (ظاہری طور پر) ختم ہو گیا تو یہ (تربیت و رہنمائی کا) منصب عظیم بالترتیب حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے سپرد ہوا، پھر ان کے بعد بھی منصب ترتیب و تفصیل کے ساتھ بارہ اماموں (میں جو باقی تھے ان) کو ملتا رہا۔ ان بزرگوں کے زمانے میں اور یونہی ان کے ظاہری دور کے بعد بھی، جسے فیض و ہدایت میسر ہوئی ان کے وسیلے سے ہوئی حتیٰ کہ اپنے اپنے وقت کے قطب اور نجبا بھی انہی کے ذریعے فیض و تربیت پاتے رہے اور یہی ائمہ اہل بیت ان کے ملجا و ماویٰ رہے کیونکہ اطراف و جوانب کو اپنے مرکز سے وابستہ رہے بغیر چارہ ہی نہیں۔ حتیٰ کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی باری آ گئی۔ چنانچہ جب آپ کا دور آیا تو وہی (فیض و ہدایت تقسیم کرنے کا) منصب آپ کے سپرد ہو گیا۔ [illegible] حضرت شیخ یعنی حضور غوث پاک [illegible] اماموں [illegible] مقام پر نظر نہیں آتا۔ اس راہ میں جسے بھی فیض و برکات ملیں قطب ہوں یا نجبا حضرت غوث پاک کی وساطت سے ملتے ہیں کیونکہ [illegible] اماموں کے بعد یہ مقام آپ کے سوا کسی کو نہیں ملا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے فرمایا

افلت شموس الاولین و شمسنا

ابداً علی افق العلیٰ لا تغرب

(یعنی پہلوں کے سورج غروب ہو گئے اور ہمارا سورج ہمیشہ بلندیوں پر چمکتا رہے گا) نیز آئندہ بھی جب تک معاملہ فیض جاری رہے گا، آپ کے وسیلے سے جاری رہے گا۔ (دفتر سوم مکتوب نمبر ۱۲۳ [illegible])

اس کے بعد حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے اسی مکتوب شریف میں وضاحت سے لکھا ہے کہ میں بھی حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے نائب کی حیثیت سے فیض پاتا ہوں اور جس طرح چاند سورج سے نور لیتا ہے ویسے ہی گویا میں شہنشاہ بغداد سے فیض پاتا ہوں (اور دوسروں میں تقسیم کرتا ہوں)

حضرت سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ نے راہ ولایت سے فیض پانے والوں کو حضرات اہل بیت عظام [illegible] مکتوب [illegible] میں بھی آپ نے تقریباً یہی توضیح فرمائی ہے قطب الاقطاب یعنی قطب مدار کو سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے زیر قدم ہوتا ہے [illegible] سیدہ و حضرات حسنین رضی اللہ عنہم بھی آپ کے شریک ہوتے ہیں

برصغیر میں اولیاء کے تصرفات و مقامات کے خلاف سب سے پہلے باضابطہ طور پر مولانا جناب محمد اسمٰعیل دہلوی نے قلم اٹھایا [illegible] کے باوجود ان کی "صراط مستقیم" اعتراف کرتی ہے کہ

"مقامات ولایت بل سائر خدمات مثل قطبیت و غوثیت و ابدالیت وغیرہا ہمہ از عہد کرامت مہد حضرت مرتضیٰ تا انقراض دنیا ہمہ بواسطہ ایشان است و در سلطنت سلاطین و امارت امرا ہمت ایشاں را دخلے ست کہ بر سیاحان عالم ملکوت مخفی نیست"

☆ ☆ ☆

تجلیات سیرت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مدینہ شریف کیسے آباد ہوا:

ولادت نبوی سے ہزار سال قبل دنیا کا حکمران تبع اول (حمیر بن ورع) چار ہزار علماء و دانشور اور ایک فوج ظفر موج کے ساتھ سفر پر نکلا۔ وزیر خاص عمار بھی ہمرکاب تھا.......... جب ہمراہ مدینہ سے گزر ہوا تو یہاں ایک خیبر کے سوا کچھ نہ تھا......... مگر توریت و زبور کے عالم جانتے تھے کہ یہاں ایک نبی مکرم ﷺ تشریف [illegible] ہے ... چار سو علماء نے عرض کیا۔ "ہم کو یہیں رہنے دیا" ...... پوچھا، کیوں؟" حقیقت حال بیان کی گئی کہ یہاں ایک رسول امی مبعوث ہونے والا ہے جس کا نام **محمد** (ﷺ) ہوگا وہ ہجرت کر کے یہاں آئے گا۔ یہیں [illegible] جائے گا" تبع اول نے [illegible] حکم دیا کہ مدینہ میں ایک بستی بسائی جائے اور چار سو مکان بنائے جائیں [illegible] پھر سرکار دو عالم ﷺ کے نام ایک عریضہ لکھا اور ایک عالم کو دیا جب اس رسول نبی کا ظہور ہو تو ان کی خدمت میں یہ عریضہ پیش کر دینا......... خدا کی شان جس عالم کو خط دیا تھا سرکار دو عالم ﷺ کے میزبان اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اسی عالم کی اولاد میں تھے [illegible] جب بعثت نبوی کا ظہور ہو تو مدینہ منورہ سے ابو لیلیٰ یہ عریضہ لے کر مکہ معظمہ گئے اور دربار نبوی میں حاضر ہوئے، دیکھتے ہی نبی پاک ﷺ نے فرمایا "تم ابو لیلیٰ ہو؟"

ابو لیلیٰ حیران رہ گئے ...... پھر فرمایا: "تبع اول کا خط لاؤ" ابو لیلیٰ نے خط پیش کیا......... حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حکم دیا کہ پڑھ کر سنائیں۔ آپ نے یہ خط پڑھ کر سنایا [illegible] سن کر سرکار دو عالم ﷺ خوش ہوئے اور فرمایا۔ "نیک بخت بھائی، شاباش" (جان جاناں ابو فرکوشی۔ سیرت النبی مطبوعہ تہران)

تاریخ کے اوراق میں اس خط کا پورا متن محفوظ ہے......... یہ بھی ایک معجزہ ہے۔

بادشاہ یمن کا نذرانہ عقیدت

[illegible] پر حبشیوں نے قبضہ کر لیا اور [illegible] نے بحمد اللہ تعالیٰ سے سیف بن ذی یزن کو [illegible] پر تسلط فرمایا اور اس نے اہل حبش [illegible] یہ واقعہ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے [illegible] بعد [illegible] عرب کے قبائل کے [illegible] اور شعراء کے کئی وفد سیف [illegible] کامیابی پر [illegible] پیش کرنے کے لئے یمن حاضر ہوئے [illegible] میں مکہ کے قریش کا بھی ایک وفد تھا۔ جس میں عبد المطلب بن ہاشم، امیہ بن عبد شمس، عبد اللہ بن جدعان [illegible] وغیرہ اکابر قریش شامل تھے۔ یہ وفد صنعاء پہنچا، معلوم ہوا کہ سیف [illegible] نامی محل میں سکونت پذیر ہے۔ انہوں نے حاضر ہونے کی اجازت طلب کی انہیں باریابی کی اجازت ملی۔ جب یہ سیف کے دربار میں حاضر ہوئے تو اس کے دائیں بائیں مختلف ممالک کے بادشاہ، شہزادے اور رؤسا کا ایک جمگھٹا تھا۔ عبد المطلب اس کے قریب پہنچے اور گفتگو کرنے کا اذن طلب کیا۔

[illegible] نے کہا اگر تمہیں بادشاہوں کے دربار میں لب کشائی کا سلیقہ آتا ہے تو ہم تمہیں اجازت دیتے ہیں۔

حضرت عبد المطلب نے کہا، اے بادشاہ! اللہ تعالیٰ نے تجھے جلیل القدر مقام پر فائز کیا ہے۔ تو حسب اور نسب کے اعتبار سے قابل رشک ہے۔ تو سارے عرب کا سردار ہے۔ تو اس کی وہ بہار ہے جس سے سارا عرب سرسبز و شاداب ہوتا ہے تیرے بزرگ ہمارے لئے بہترین سلف تھے۔ اور تو ان کا بہترین خلف ہے۔ جس کا جانشین تیرے جیسا ہو وہ فنا نہیں ہوگا۔ اور جس کے

آباؤ اجداد تیرے آباؤ اجداد کی طرح ہوں وہ کبھی گمنام نہیں ہوتا ۔ اے بادشاہ ہم اللہ تعالیٰ کے حرم کے رہنے والے ہیں۔ اور اس کے گھر کے خادم ہیں۔ ہم تیری خدمت میں ہدیہ تہنیت پیش کرنے کے لئے آئے ہیں،

سیف نے کہا: اے گفتگو کرنے والے تم اپنا تعارف کراؤ۔

آپ نے کہا: میں عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہوں۔

بادشاہ نے کہا: پھر تو تم ہمارے بھانجے ہو۔

آپ نے فرمایا: بے شک

بادشاہ نے کہا:

﴿مرحبا و اهلا و ناقة و رحلا و مستناخا سهلا و ملكا ربحلا﴾

مرحبا اور خوش آمدید! تمہارے لئے یہاں اونٹنی بھی ہے اور کجاوہ بھی اور بیٹھنے کی جگہ بھی نرم ہے اور بادشاہ جو عظیم شان سے بخشش کرنے والا ہے۔ میں نے تمہاری گفتگو سنی اور تمہاری قرابت داری کو پہچانا ہے اور تمہارا وسیلہ قبول کیا ہے جب تک تم یہاں اقامت گزیں رہو گے تمہاری ہر طرح سے عزت افزائی کی جائے گی اور جب تم لوٹو گے تو تمہیں انعامات سے نوازا جائے گا۔ اب تم مہمان خانے میں تشریف لے جاؤ وہاں تمہاری ہر طرح سے مہمان نوازی کی جائے گی۔

وہ ایک مہینہ وہاں ٹھہرے۔ نہ انہیں واپس جانے کی اجازت ملی اور نہ انہیں ملاقات کا موقع ملا۔ پھر بادشاہ نے ایک روز تنہائی میں عبدالمطلب کو بلایا اور انہیں اپنی مخصوص محفل میں شرف باریابی بخشا۔

اور ان سے کہا: اے عبدالمطلب! میں اپنا ایک راز تمہارے سامنے افشا کرنا چاہتا ہوں اور میں امید کرتا ہوں کہ تم اسے پوشیدہ رکھو گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو ظاہر کرنے کی اجازت دے۔

ہمارے پاس ایک کتاب ہے۔ جس کو ہم سب سے مخفی رکھتے ہیں ہم نے اسے اپنے لئے مخصوص کر رکھا ہے کسی غیر کو اس پر آگاہ نہیں ہونے دیتے۔ اس میں آپ کے لئے ایک خصوصی فضیلت مرقوم ہے۔

عبدالمطلب نے کہا: اے بادشاہ! خدا تمہیں خوش رکھے اور نیکی کی توفیق دے، وہ کیا ہے۔

بادشاہ نے کہا: کہ جب تہامہ میں ایک بچہ پیدا ہوگا جس کے کندھوں کے درمیان ایک نشان ہوگا۔ وہ سارے عرب کا سردار ہوگا۔ اور اس کے ذریعے سے تمہیں بھی سارے عرب کی قیادت نصیب ہوگی روز قیامت تک۔

عبدالمطلب نے کہا: اگر بادشاہ سلامت اجازت دیں تو میں چاہتا ہوں کہ مجھے اس بشارت کی تفصیل بتائیں تا کہ میری خوشی میں اضافہ ہو۔

سیف نے کہا: اس بچے کی پیدائش کا زمانہ آ گیا ہے یا وہ پیدا ہو چکا ہے اس کا نام نامی **محمد** ﷺ ہے اس کے دونوں کندھوں کے درمیان نشان ہے اس کا والد اور والدہ فوت ہوں گے اور اس کا دادا اور چچا اس کی کفالت کرے گا، وہ معبود واحد کی عبادت کرے گا، شیطان کو دھتکار دے گا۔ آگ کو بجھا دے گا۔ بتوں کو توڑ دے گا۔ اس کی بات فیصلہ کن ہوگی۔ اس کا حکم سراپا انصاف ہوگا۔

عبدالمطلب نے کہا: اے بادشاہ! تیرا مسایہ ہمیشہ با عزت رہے۔ اور تو ہمیشہ سعادت مند رہے، تیری عمر لمبی ہو۔ تیری حکومت ہمیشہ رہے کیا تو مزید وضاحت کی زحمت گوارا کرے گا۔

سیف بن ذی یزن نے کہا: اس غلافوں والے گھر کی قسم! اے عبدالمطلب! تو اس کا دادا ہے اس میں ذرا جھوٹ نہیں۔ عبدالمطلب سجدے میں گر پڑے۔

بادشاہ نے کہا: سر اٹھایئے۔ تیرا سینہ ٹھنڈا ہو، کیا تو نے اس چیز کو محسوس کیا ہے جس کا میں تیرے سامنے ذکر کیا۔

عبدالمطلب نے کہا: بے شک اے بادشاہ! بے شک میرا ایک بیٹا تھا۔ جس پر میں فریفتہ تھا میں نے اس کی شادی اپنی قوم کی ایک شریف زادی سے کی۔ جس کا نام آمنہ بنت وہب ہے۔ اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا جس کا میں نے محمد نام رکھا اس کا باپ اور والدہ فوت ہو چکے ہیں، میں اور اس کا چچا اس کی کفالت کرتے ہیں اس کے کندھوں کے درمیان ایک نشان ہے اس میں تمام وہ علامتیں ہیں موجود ہیں جن کا تو نے ذکر کیا۔

سیف نے کہا: پھر اپنے بچے کی حفاظت کیا کرو اور یہود سے محتاط رہا کرو کیونکہ وہ اس کے دشمن ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں کبھی اس پر غالب نہیں ہونے دے گا۔ اور جو باتیں میں نے تمہارے ساتھ کی ہیں ان سے اپنے ساتھیوں کو آگاہ نہ کرنا کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ حسد کرنے لگیں اور اگر مجھے یہ علم نہ ہوتا کہ عنقریب اس کی بعثت سے قبل میں اس دار فانی سے رخصت ہو جاؤں گا تو میں اپنے گھڑ سوار دستوں اور پیدل سپاہیوں کے ساتھ یہاں سے ترک سکونت کر کے یثرب کو پایہ دار سلطنت بناتا، کیونکہ میری کتاب میں یہ لکھا ہے کہ یثرب میں اس کا دین مستحکم ہوگا اور اسی شہر میں آپ کا مدفن ہوگا۔ وہاں کے لوگ آپ کے مددگار رہیں گے۔

[illegible]

میں خلعت [illegible]

[illegible] دس گنا زیادہ دی۔ اور رخصت کرتے وقت کہا کہ آئندہ سال آنا۔ مجھے [illegible] موعود مسعود کے حالات سے آگاہ کرنا۔ لیکن سال کے ختم ہونے سے پہلے ہی سیف بن ذی یزن وفات پا گیا۔

عبدالمطلب جب روانہ ہوئے تو انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ اے گروہ قریش نے تم سے دس گنا مجھے جو انعامات دیئے گئے ہیں تم [illegible] رشک نہ کرنا کیونکہ بہرحال یہ ساری چیزیں ختم ہونے والی ہیں لیکن [illegible] رشک کرنا ہے تو [illegible] چیز پر کرو جو ہمیشہ باقی رہے [illegible] انہوں سے پوچھا وہ کیا ہے آپ نے فرمایا کہ کچھ عرصہ بعد اسکا اعلان کیا جائے گا۔

اس روایت سے واضح ہوتا ہے کہ سیف بن ذی یزن جو یمن کا فرمانروا تھا اس کو بعثت محمدی کا پوری طرح علم تھا۔ ([illegible]

حوالہ المصطفیٰ لابن جوزی ضیاء النبی)

نجاشی کا حسن عقیدت

[illegible] ﷺ [illegible] ہجرت فرمائی تو مہاجرین حبشہ میں سے کچھ لوگ فوراً واپس آ گئے۔ حضرت جعفر [illegible] وغیرہ جو وہاں رہ گئے تھے وہ فتح خیبر کے وقت [illegible] واپس آئے۔ جب حضرت جعفر [illegible] ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ [illegible] معانقہ [illegible] پیشانی [illegible]

میں نہیں بتا سکتا کہ فتح خیبر سے مجھے زیادہ خوشی ہوئی یا جعفر کے [illegible]

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی [illegible] ہجرت حبشہ کی طرف نکلے تھے [illegible] کی طرف چل [illegible] پہنچے تھے کہ قبیلہ قارہ کا سردار ابن الدغنہ ملا۔ اس نے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ آپ نے جواب دیا کہ میری قوم نے مجھے نکلنے پر مجبور کر دیا۔ میں چاہتا ہوں کہ کہیں الگ جا کر خدا کی عبادت کروں۔ ابن الدغنہ نے کہا یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ سا فیاض مہمان نواز ہمسایوں سے نیک سلوک کرنے والا۔ غریب پرور اور حوادث میں لوگوں کا مددگار، مکہ سے نکل جائے [illegible] میں آپ کو اپنی پناہ میں لیتا ہوں [illegible] آپ ابن الدغنہ کے ساتھ مکہ واپس آ گئے۔

جب قریش کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے مشورہ کر کے ایک سفارت بسر کردگی عمرو بن عاص اور عبداللہ بن ربیعہ [illegible] نجاشی کی خدمت میں مع تحائف بھیجی۔ سفراء [illegible] پہلے [illegible] رفقاء سے ملے۔ اور

[illegible] کہ ہم میں چند نادان لونڈوں نے ایک نیا دین ایجاد کیا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نے نجاشی کی خدمت میں حاضر ہو کر تحائف پیش کئے۔ اور سارا قصہ بیان کیا۔

[illegible]

[illegible] انہیں پہلے ہم ان سے دریافت کر لیں"۔ چنانچہ جب [illegible] حاضر ہوئے تو حضرت جعفر [illegible] کی طرف سے [illegible] تقریر شروع کی۔

شاہا! ہم لوگ ایک جاہل قوم تھے۔ بتوں کو پوجتے تھے۔ مردار کھاتے تھے [illegible] پڑوسیوں سے بد سلوکی کرتے تھے [illegible] ہم اس حالت میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے ایک رسول ہماری طرف بھیجا [illegible] صدق [illegible] سے ہم پہلے سے واقف تھے [illegible] ہمیں [illegible] ہم خدا کو ایک جانیں۔ اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں [illegible] ہمسایوں سے نیک سلوک کریں۔ محارم اور خونریزی سے باز آ جائیں۔ یتیموں کا [illegible]

[illegible] ہم [illegible] اللہ کی عبادت کرنے لگے [illegible]

[illegible] پرستی چھوڑ دی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] آپ کی پناہ میں آ گئے۔ ہمیں امید ہے کہ آپ [illegible] ہو گا"۔

یہ تقریر سن کر نجاشی نے کہا کہ تمہارے پیغمبر پر جو کلام اترا ہے اس میں سے کچھ سناؤ۔ حضرت جعفر نے سورہ مریم کی چند آیات پڑھیں۔ نجاشی پر [illegible] کہ اتنا رویا کہ اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی، اور اس کے اساقفہ بھی روئے۔ پھر نجاشی نے کہا۔ "یہ کلام اور انجیل دونوں ایک ہی چراغ کے [illegible] سے کہا کہ تم واپس چلے جاؤ۔ اللہ کی قسم میں ان

کو تمہارے حوالے نہیں کروں گا۔

دوسرے دن عمرو بن العاص نے حاضر دربار ہو کر عرض کیا "حضور! یہ لوگ حضرت عیسیٰ کی نسبت برا عقیدہ رکھتے ہیں۔ نجاشی نے مسلمانوں کو طلب کیا۔ جب وہ حاضر ہوئے تو اس نے پوچھا: "تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کیا عقیدہ رکھتے ہو؟" حضرت جعفر نے کہا ہم عقیدہ رکھتے ہیں جیسا کہ ہمارے پیغمبر نے فرمایا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بندے اور پیغمبر اور روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں۔ یہ سن کر نجاشی نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور کہا "واللہ جو تم نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے اس تنکے برابر بھی زیادہ نہیں ہیں" جب نجاشی کی زبان سے یہ الفاظ نکلے تو دربار کے حاضرین کے نتھنوں سے خرخراہٹ کی آواز آنے لگی۔ مگر نجاشی نے پروا نہ کی۔ اور سفارت بالکل ناکام واپس گئی۔ (سیرت رسول عربی)

حضرت زید رضی اللہ عنہ کا آزادی پر غلامی محمد ﷺ کو ترجیح دینا

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے جنہیں آٹھ سال کی عمر میں ہی عرب لٹیروں سے خرید کر ... حکیم بن حزام انہیں شام سے خرید کر لائے اور پھوپھی صاحبہ (سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا) کی خدمت میں پیش کر دیا۔ سیدہ نے حضور ﷺ کی زوجیت میں آ کر جب اپنا سب کچھ حضور ﷺ کے لئے وقف کر دیا تو زید رضی اللہ عنہ کو بھی آنحضرت ﷺ کو ہبہ کر دیا۔ حضور ﷺ کا زید سے غریب خادم کا ساتھ عام آقاؤں اور مالکوں والا نہ تھا بلکہ آپ ﷺ نے بیٹوں اور گھر کے افراد کی طرح رکھا۔ حضور ﷺ کی بے پناہ شفقتوں کو دیکھ کر زید بھی ماں باپ کو بھول گئے تھے۔ ادھر ماں باپ آخر ماں باپ ہی ہوتے ہیں ماں باپ کو اولاد کے ساتھ کتنا پیار اور کتنا قلبی تعلق ہوتا ہے یہ صاحب اولاد ہی سمجھ سکتے ہیں۔ زید کے باپ بیٹے کے اغوا کے صدمے میں پاگل ہو گئے تھے۔ انہیں بیٹے کا اتنا غم تھا بیٹے کی یاد میں ہر وقت روتے رہتے تھے۔ بیٹے کی یاد میں وہ تڑپتے بے قرار ہوتے اور اشعار کی صورت میں بین کہتے گھومتے تھے۔ ابن ہشام نے ان تمام دردبھرے اشعار کو درج کیا ہے۔

حلبی کے بیان کے مطابق زید کی قوم کے کچھ لوگ حج کے موقعہ پر مکہ مکرمہ آئے تو انہوں نے زید کو پہچان لیا۔ واپس جا کر انہوں نے زید کے باپ کو اطلاع دی تو ان کا باپ اور چچا حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حلبی نے ہی ایک دوسری روایت لکھی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ زید حضرت زید حارث نے چند اشعار ... کہے۔ ... اپنی قوم کے ... تک اپنی قوم ... پہنچا کر نشانیوں سمیت پہنچے تو گھر کے بچے ... پہچان لیا۔ چند اشعار ... بعد یقین ہو گیا کہ یہ زید بن حارثہ کی تحریر ہے تو جا کر ان کے باپ کو اطلاع دی۔ باپ نے بیٹے کا خط دیکھا تو پہچان لیا اور اس سے اس کے مالک (حضور اکرم ﷺ) کے بارے میں پوچھا حضرت زید رضی اللہ عنہ نے بتایا۔

﴿... على اهله و ولده ... ﴾

وہ مجھے اپنے اہل و عیال اور ... سے مقدم سمجھتے ہیں۔ میرے ساتھ نہایت محبت فرماتے ہیں ... جو کچھ اپنی مرضی کے مطابق کام کرتا ہوں۔

یہ سن کر ان کا باپ اور چچا اور بھائی مکے آئے اور حضور ﷺ کے پاس آئے۔ حلبی نے صرف باپ اور چچا کا نام لکھا ہے۔ بہرکیف ان لوگوں کے آنے کا باعث جو بھی ہو یہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں آئے (بیان ہے کہ جب یہ لوگ حضور ﷺ کے پاس آئے تو اس وقت آپ ﷺ ...) اور عرض کیا حضور آپ حرم شریف کے رہنے والے اور ... پڑوسی ہیں۔ قیدیوں کو چھڑانا اور بھوکوں کو کھانا آپ ﷺ ... کا معمول ہے۔ ہمارا ایک بیٹا آپ کا غلام ہے۔ ہمارے اوپر احسان فرماتے ہوئے اسے ہمارے سپرد فرما دیں ہم اس کا فدیہ دینے کے لئے تیار ہیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا کس کا؟ انہوں نے عرض کیا زید۔ آپ نے فرمایا میں اسے تمہارے سامنے بلا لیتا ہوں اور اس کی مرضی پر چھوڑ دیتا ہوں چاہے تو تمہیں قبول کر لے اور چاہے تو مجھے اختیار کر لے۔ اگر وہ تمہیں قبول کرے گا تو وہ بغیر کسی فدیے کے تمہیں ہوگا اور اگر مجھے قبول کرے گا تو میں ایسا نہیں کہ اسے چھوڑ کر تمہارے فدیے (معاوضے) کو قبول کروں۔ چنانچہ زید کو بلایا گیا۔ حضور ﷺ نے ان سے پوچھا جانتے ہو یہ کون لوگ ہیں؟ زید نے عرض کیا یہ میرے باپ حارثہ بن شرحبیل ہیں اور یہ میرے چچا۔ تب آپ نے فرمایا زید تجھے پورا اختیار ہے چاہے تو ان کے ساتھ چلا جا یہ لوگ تجھے لینے آئے ہیں اور چاہے تو حسب سابق میرے پاس رہ جا۔ زید نے عرض کیا حضور میں آپ ﷺ کے پاس رہوں گا۔ میں آپ ﷺ پر کسی کو ترجیح نہیں دوں گا۔ آپ ﷺ ہی میرے ماں باپ ہیں۔ باپ نے متعجب ہو کر کہا۔ زید! تو آزادی، اپنے باپ، اپنی ماں، اپنے وطن، اپنے اہل بیت اور اپنی قوم کے مقابلے میں غلامی کو اختیار کر رہا ہے۔

زید نے جواب میں کہا۔

"ابا جان! جو پیار و محبت اور حسن سلوک میں نے اس گھر میں اور آقا ﷺ سے دیکھا ہے اسے دیکھنے کے بعد اب میں کبھی بھی آقا ﷺ سے جدا نہیں ہوں گا۔ دوسروں کے مقابلے میں کسی کو ترجیح نہیں دوں گا۔" زید کا یہ جواب سن کر اور یہ انتخاب دیکھ کر حضور ﷺ نے انہیں پیار سے اپنی گود مبارک میں لے لیا اور بھری مجلس میں اعلان فرمایا کہ

"لوگو! گواہ ہو جاؤ زید آج سے میرا بیٹا ہے۔ میں اس کا وارث ہوں گا اور یہ میرا۔" حارثہ اور کعب نے بیٹے کا یہ مثالی احترام اور کرم دیکھا تو ان کی طبیعت خوش ہو گئی۔ بیٹے کے بارے میں ان کے سارے اندیشے ختم ہو گئے اور خوش خرم واپس چلے گئے۔ زید اس کے بعد "زید بن محمد" کہہ کر پکارے جانے لگے۔

یہاں یہ نکتہ عرض کر دینا بھی ضروری ہے کہ زید نے جو حضور ﷺ کی غلامی کو اختیار کیا ہے تو یہ کسی ایمان اور عقیدت کی بنیاد پر نہیں تھا۔ یہ حضرت کو سنوارنے کی بنیاد پر نہیں تھا۔ یہ کسی مرید کا پیر کو یا کسی سالک راہ کا شیخ طریقت کو اختیار کرنا نہیں تھا۔ کیونکہ ابھی تک حضور ﷺ نے نبی ہونے کا اعلان نہیں فرمایا تھا۔ یہ سب کچھ اس لیے تھا کہ حضور ﷺ کی ذاتی رافت و رحمت خصوصی توجہ، عنایت، شفقت اور محبت بھرے منفرد حسن سلوک کی وجہ سے تھا۔ وہ دیکھتے تھے کہ جتنا پیار انہیں یہاں مل رہا تھا اور جس طرح اس کے ناز نخرے یہاں پورے کئے جا رہے تھے جو "آزادی" انہیں یہاں ملی ہوئی تھی جو طمانیت نفس، عزت نفس اور روحانی سکون انہیں یہاں میسر تھا وہ بھلا ماں باپ کے ہاں کہاں میسر تھا۔ زید کو حضور ﷺ کی غلامی میں جو لطف حاصل تھا ان پر صد ہا آزادیاں نثار تھیں۔

بہرحال وجہ جو بھی تھی زید رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کو اختیار کر لیا۔

غالباً یہ اسی غلامی محمد ﷺ اختیار کرنے کی برکت تھی کہ اللہ کریم نے بعد میں انہیں وہ بلند مرتبہ اور عظیم شرف عنایت فرمایا جو کسی بڑے سے بڑے صحابی کے حصے میں بھی نہ آ سکا۔ وہ یہ کہ اللہ کریم نے زید کا نام لے کر اپنی آخری اور ابدی کتاب "قرآن مجید" میں ان کا ذکر کیا۔ دنیا کے بڑے بڑے شاہوں، فرمانرواؤں، ناموروں اور نامی گرامی لوگوں کے نام مٹ جائیں گے مگر جب تک یہ کائنات موجود ہے اس وقت تک محمد ﷺ کے غلام زید رضی اللہ عنہ کا نام حافظوں کی تراویح میں قاریوں کی قرأت میں امام مسجد کے محراب میں اور خطیب کے خطبے میں پڑھا جاتا رہے گا۔ ﴿[illegible]﴾

☆ ☆ ☆

میلاد مصطفیٰ ﷺ کا انعقاد

23 ربیع الاول 14 مئی بروز جمعۃ المبارک گورنمنٹ ہائیر سیکنڈری سکول [illegible] میں بزم نعت و ادبی کونسل کے زیر اہتمام محسن انسانیت نور مجسم حضور سرور کونین ﷺ کے حضور گلہائے عقیدت پیش کرنے کے لئے مقابلہ حسن قرأت و نعت زیر نظر مفکر اسلام رہبر طریقت رہبر شریعت پروفیسر محمد حسین آسی صاحب منعقد ہوا۔

صدر محفل پرنسپل جناب چوہدری افتخار احمد تھے۔

مہمانان گرامی قدر میں جناب امانت اللہ صاحب سینئر ہیڈ ماسٹر، جناب عزیز بخش صاحب ہیڈ ماسٹر نے محفل کی رونق کو دوبالا کیا۔ پرنسپل چوہدری افتخار احمد اور بزم نعت کمیٹی کے آرگنائزر محمد اسلم نذیر اور دیگر سٹاف ممبران نے شرکاء محفل کا کمال حسن خلق سے استقبال کیا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت کلام پاک ہوا اور طلبہ نے اپنے مخصوص انداز میں حضور نبی کریم ﷺ کی شان میں گلہائے عقیدت پیش کیے۔ نقابت کے فرائض محمد اسلم نذیر نے سرانجام دیے۔

آخر میں مہمانان گرامی قدر نے اس نورانی محفل کے انعقاد پر جناب پرنسپل اور بزم نعت و ادبی کونسل کو مبارکباد دی اور اول دوم سوم آنے والے طلبہ میں انعامات تقسیم کئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں نبی کریم ﷺ کی تعلیمات پر پورا پورا عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(محمد اسلم نذیر ایم اے)

گورنمنٹ ہائیر سیکنڈری سکول کوٹ [illegible]

حضور سیدنا غوث اعظم کے

اخلاق و محامد

﴿جناب طالب ہاشمی﴾

دیکھنے والوں کا بیان: سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ علم و عرفان کی جن بلندیوں تک پہنچ گئے تھے وہ آپ کی عظمت اور رفعت شان کے ڈنکے بج رہے تھے لیکن اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسے اعلیٰ اخلاق و محامد سے متصف فرمایا تھا کہ آپ کے معاصرین اور آپ کو دیکھنے والے آپ کے اخلاق حمیدہ کی تعریف کرتے تھکتے نہیں تھے۔ سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر جمیل وہ جن الفاظ میں کرتے ہیں اس کا خلاصہ کرنے کیلئے ایک دفتر درکار ہے، مختصر طور پر ان کے چند بیانات ملاحظہ فرمایئے۔ شیخ ... نے ... اسلام کے ایک بزرگ نے بڑی عمر پائی اور بہت سے بزرگوں اور مشائخ کو اپنی زندگی میں دیکھا۔ آپ فرماتے ہیں:

"میں نے اپنی زندگی میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر کوئی خوش اخلاق، فراخ حوصلہ، کریم النفس، رقیق القلب، محبت اور تعلقات کا پاس رکھنے والا نہیں دیکھا۔ آپ اپنی عظمت، علو مرتبت اور وسعت علم کے باوجود چھوٹے کی رعایت فرماتے، بڑے کی توقیر کرتے، سلام میں سبقت فرماتے، کمزوروں کے پاس اٹھتے بیٹھتے غریبوں کے ساتھ تواضع اور انکساری کے ساتھ پیش آتے حالانکہ آپ کبھی کسی سربرآوردہ یا رئیس کیلئے تعظیماً کھڑے نہیں ہوئے اور نہ کسی وزیر یا حاکم کے دروازے پر گئے۔"

شیخ محی الدین ابو عبداللہ محمد بن حامد بغدادی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

"غیر مہذب بات سے نہایت دور، حق اور معقول بات سے بہت قریب اگر احکام خداوندی ... حدود کی حرمت کی پامال داری ہوتی تو آپ جلال میں آجاتے، خود اپنے معاملہ میں کبھی غصہ نہ آتا اور اللہ عزوجل کے علاوہ کسی چیز کیلئے انتقام نہ لیتے۔ کسی سائل کو خالی ہاتھ واپس نہ کرتے خواہ بدن کا کپڑا ہی کیوں نہ اتار کر دینا پڑے۔"

علامہ ابو عبداللہ محمد بن یوسف البرزالی اشبیلی رحمۃ اللہ علیہ آپ کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"آپ مستجاب الدعوات تھے۔ کوئی عبرت و رقت کی بات کی جاتی تو جلدی آنکھوں میں آنسو آجاتے۔ ہمیشہ ذکر و فکر میں مشغول رہتے۔ بڑے رقیق القلب تھے۔ شگفتہ رو، کریم النفس، فراخ دست، وسیع العلم، بلند اخلاق اور عالی نسب تھے۔ عبادات و مجاہدات میں آپ کا پایہ بلند تھا۔"

شیخ موفق الدین بن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے:

"حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی خصائل حمیدہ اور اخلاق حسنہ کا مجموعہ تھی۔ آپ جیسے اوصاف کا شیخ میں نے کوئی اور نہیں دیکھا۔"

شیخ عبدالرحمن بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بے منکسر مزاج، کریم النفس اور وسیع الاخلاق تھے۔ مساکین اور غرباء پر بے حد شفقت فرماتے اور فرماتے کہ میرا جی تو سب عزت کرتے ہیں مگر غریبوں سے کون محبت کرتا ہے۔"

۲۔ **استغناء:** آپ کے استغناء کا یہ عالم تھا کہ ساری عمر کسی بادشاہ امیر یا وزیر کے گھر نہیں گئے اور نہ کبھی ان کے عطیات قبول کئے۔ اگر کبھی آپ کی مجلس میں خلیفہ آ جاتا تو قصداً گھر تشریف لے جاتے اور پھر باہر تشریف لاتے۔ جب خلیفہ وہاں سے رخصت ہونے لگتا تو آپ تعظیماً کھڑے ہو جاتے۔ جہاں تک ممکن تھا آپ دنیاداروں سے اجتناب فرماتے تھے۔ جب ایسے لوگ آپ کی مجلس میں آتے تو آپ ان کو نہایت سخت الفاظ میں نصیحت کرتے اور فرماتے کہ ان کے دل کا میل بہت سخت ہے اور صرف اللہ کی تجلی اسے کھرچ سکتی ہے۔

جب آپ کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوتا آپ اسے اپنے ہاتھ میں لے کر فرماتے "یہ میت ہے"۔ جب کوئی بچہ مر جاتا تو آپ پر کچھ اثر نہ ہوتا کیونکہ اس کے پیدا ہوتے ہی اس کی محبت اپنے دل سے نکال دیتے تھے۔ کمال استغناء یہ تھا کہ بعض اوقات مجلس وعظ کے دوران میں آپ کے لڑکوں اور لڑکیوں کی وفات کی خبر آتی۔ آپ اس سے ذرا بھی متاثر نہ ہوتے بلکہ خاموش ہو جاتے اور پھر اپنا وعظ جاری رکھتے۔ جب میت کو غسل دے کر مجلس میں لایا جاتا تو آپ منبر سے اتر کر نماز جنازہ پڑھاتے۔

۳۔ **عجز و انکسار:** عجز و انکسار دو قسم کا ہوتا ہے ایک عجز و انکسار تو رب العزت کے حضور ہوتا ہے اور دوسرا معمولات زندگی میں۔ رب العزت کے حضور تو سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے عجز و انکسار کا کوئی مثیل نہ تھا۔ ہر وقت اپنے خالق کے حضور گڑگڑاتے اور اس کی رحمت اور بخشش کے طالب رہتے تھے۔ آپ کے عجز و نیاز کے بارے میں شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ گلستان میں ایک حکایت لکھی فرماتے ہیں۔

"عبدالقادر گیلانی را دیدند رحمۃ اللہ علیہ حرم
کعبہ روئے بر حصا نہادہ بود ومیگفت اے خداوند
بخشائے واگر مستوجب عقوبتم مرا روز قیامت نابینا
برانگیز تا در روئے نیکاں شرمسار نباشم۔"

ترجمہ: شیخ عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو لوگوں نے دیکھا کہ حرم کعبہ کے اندر کنکریوں پر سر (چہرہ) رکھے ہوئے تھے اور کہتے تھے اے خداوند کریم مجھے بخش دے اور اگر میں سزا کا مستحق ہوں تو روز محشر مجھے نابینا اٹھانا تاکہ میں نیکوں کے سامنے شرمسار نہ ہوں۔

عام معمولات زندگی میں آپ کے عجز و انکسار کا یہ عالم تھا کہ کوئی بچہ بھی آپ سے مخاطب ہو کر بات کرتا تو آپ ہمہ تن گوش ہو جاتے۔ معذور اور نادار لوگوں کو گلے لگاتے۔ فقراء کے کپڑے صاف کرتے اور ان کی جوئیں نکالتے

خود بازار جا کر گھر کا سودا سلف خریدتے۔ گھر میں بیماری ہوتی تو خود ہی اپنے ہاتھ سے آٹا پیستے پھر خود ہی گوندھتے، روٹیاں پکاتے، بچوں کو کھلاتے، آپ پانی کا گھڑا دوش مبارک پر رکھ کر کنوئیں سے پانی بھر لاتے۔ اگر آپ سفر میں ہوتے تو وہاں خود ہی کھانا پکاتے اور اپنے رفقاء میں تقسیم کرتے۔ خدام عرض کرتے کہ حضور یہ کام ہمیں کرنے دیجئے، آپ مسکراتے اور فرماتے "اس میں حرج ہی کیا ہے کہ میں یہ کام کر لوں"

ایک دفعہ خچر پر سوار ہو کر آپ کہیں جا رہے تھے۔ راستے میں کچھ فقراء کھانا کھا رہے تھے۔ انہوں نے آپ کو کھانے میں شرکت کی دعوت دی۔ آپ خچر سے اتر پڑے اور ان کے ساتھ کھانا کھایا اور فرمایا "اللہ تکبر کو ناپسند کرتا ہے۔"

ایک دفعہ ایک گلی میں چند بچے کھیل رہے تھے۔ آپ کا گزر ادھر سے بھی ہوا۔ ایک بچے نے آپ کو روک لیا اور کہا میرے لئے ایک پیسہ کی مٹھائی بازار سے خرید لائیے۔ آپ کی جبین مبارک پر شکن تک نہ آئی، اور فوراً بازار جا کر ایک پیسہ کی مٹھائی لا کر اس بچے کو دے دی۔ اس طرح باقی دو بچوں نے آپ سے مٹھائی مانگی تو آپ نے ہر ایک کی خواہش پوری کی۔ آپ کا یہ عجز و انکسار بچوں، عام لوگوں اور غرباء و مساکین کیلئے مخصوص تھا۔ سلاطین، امراء اور وزراء کیلئے آپ ایک مجسمہ ہیبت تھے۔ ان کے سامنے عجز و انکسار کے مسلک کے یکسر خلاف تھا۔

۴......اعلائے کلمۃ الحق:

آئین جواں مرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

آپ کی حق گوئی اور بے باکی نے اس دور کے سلاطین و امراء کے محلات میں زلزلہ ڈال دیا تھا۔ کھری اور سچی بات کہنے میں آپ کسی بڑی سے بڑی شخصیت کا لحاظ نہیں کرتے تھے۔ اور اس بارہ میں کسی مصلحت یا خوف کو پاس تک نہیں پھٹکنے دیتے تھے۔ کوئی طبقہ ایسا نہ تھا جو آپ کے دائرہ اصلاح سے باہر ہو۔ تاریخ بتاتی ہے کہ آپ معروف کا حکم دیتے اور منکر کو روکتے تھے۔ خلفاء کو، وزیروں کو، قاضیوں کو، عوام کو اور سب کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا یہ کام بڑی صفائی سے بھرے مجمع میں دوران منبر ہوتا تھا، جو خلیفہ کسی ظالم کو حاکم بناتا آپ اس پر نکیر کرتے اور اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت آپ کو حق کے اظہار سے نہ روکتی۔

ایک دفعہ خلیفہ المقتفی لامر اللہ نے قاضی ابوالوفاء یحییٰ بن سعید کو جو "ابن مزجم الظالم" کے لقب سے مشہور تھا بغداد کا قاضی مقرر کیا، لوگوں میں سخت بے چینی پیدا ہوئی۔ سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو جب اس کی اطلاع پہنچی تو آپ نے بر سر منبر خلیفہ سے مخاطب ہو کر فرمایا

"امیر المسلمین پر ایک ایسا شخص حاکم بنایا ہے جو سخت ظالم ہے کل جب تم اپنے خالق کے سامنے پیش ہو گے تو کیا جواب دو گے، وہ مالک رحمان تو اپنی مخلوق پر بہت مہربان ہے"

کہتے ہیں کہ خلیفہ آپ کے یہ الفاظ سن کر تھر تھرا اٹھا اور رونا شروع کر دیا۔ داڑھی تر ہو گئی۔ اسی وقت قاضی یحییٰ بن سعید کو منصب قضا سے برطرف کر دیا۔

مشہور ہے کہ آپ خلیفہ کے نام سے اپنے مکتوبات میں نہایت سخت الفاظ استعمال کرتے۔ اس کے علاوہ حکام پڑھ کر تو کانپ اٹھتے اور حکم کی تعمیل کرتے۔ یہاں تک لکھ دیتے کہ عبدالقادر تمہیں فلاں بات کا حکم دیتا ہے خلیفہ کی مجال نہیں تھی کہ آپ کے احکام کی سرتابی کرے۔ وہ آپ کے مکتوبات کا بہت احترام کرتا اور آپ کے ارشادات پڑھ کر کہتا ہے

"بیشک شیخ کو فرماتے ہیں انہوں نے مجھ کو راہ راست دکھائی ہے۔"

غرض آپ کی حق گوئی دربار کی ایک ضرب المثل بن گئی تھی۔

۵... بسیار گوئی سے پرہیز: آپ بسیار گوئی سے سخت پرہیز کرتے تھے۔ خاموش رہنا بہت پسند کرتے تھے اور ضرورت کے سوا کوئی کلمہ منہ سے نہ نکالتے تھے۔ البتہ خلاف شریعت کوئی کام ہوتے دیکھ کر خاموش رہنا آپ گناہ سمجھتے تھے۔ اسی طرح وعظ و ہدایت کے وقت اور اعلائے کلمۃ الحق کے لئے آپ خاموشی ترک فرما دیتے۔ آپ کے دہن مبارک سے کبھی کسی نے کوئی ناشائستہ یا غیر ضروری بات نہیں سنی

۵ ... مریضوں کی عیادت بیماروں کی عیادت کرنے میں جو عظیم اجر و ثواب ہے سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اس سے پوری طرح آگاہ تھے۔ اس لئے آپ اس ثواب عظیم کے حصول کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ مریضوں کی عیادت کیلئے آپ اکثر ان کے گھر تشریف لے جاتے۔ مریض کو تسلی دیتے اور اس کیلئے دعائے صحت فرماتے۔ آپ کے دور نزدیک والوں میں سے اگر کوئی شخص غیر حاضر ہوتا تو مضطرب ہو جاتے اور فرماتے جاؤ فلاں شخص کی خبر لاؤ۔ اگر پتہ چلتا کہ وہ بیمار ہے تو آپ اس کی عیادت کیلئے اس کے گھر تشریف لے جاتے۔ آپ کے اسی حسن اخلاق کی بدولت لوگ آپ پر جان چھڑکتے تھے۔

۶. غریبوں پر شفقت۔ غریبوں اور مسکینوں کیلئے آپ مجسم رحمت تھے۔ ان لوگوں سے آپ بے حد محبت کرتے۔ انہیں اپنے ساتھ بٹھاتے کھانا کھلاتے اور ان کی جو خدمت بھی بن پڑتی کرتے اور فرماتے تھے "اللہ مال و دولت کو پسند نہیں کرتا۔ بلکہ اسے تقویٰ اور اعمال صالح محبوب ہیں۔" بے شمار غریب و مسکین آپ کی توجہ اور فیض صحبت سے ولایت کے درجے پر پہنچے جید عالم بن گئے اور ... جب آپ گھر سے نکلتے یا مدرسہ یا مسجد میں تشریف لے جاتے تو لوگوں کے ہجوم سڑکوں پر جمع ہو جاتے ان میں امراء، رؤسا، غرباء اور ہر طبقہ کے لوگ ہوتے تھے۔ کئی خستہ حال لوگ آپ کے راستے میں روک لیتے اور دعا کرتے۔ آپ نہایت خندہ پیشانی سے ان کی استدعا قبول فرماتے۔ خشوع و خضوع سے دعا مانگتے۔ یہ لوگ جاتے وقت دعائیں دیتے۔

غرباء و مساکین پر شفقت کے بارے میں ایک موقع پر آپ نے فرمایا:

"اور ایک وہ شخص ہے کہ جب بازار میں داخل ہوتا تو اس کا دل ان لوگوں پر رحمت کیلئے دعا کرتا ہے وہ یہ نہیں دیکھتا کہ ان لوگوں کی کیا حالت ہے وہ تو داخل ہونے کے وقت سے باہر نکلنے تک بازار والوں کیلئے دعائے خیر و برکت میں مشغول رہتا ہے۔ ان لوگوں کے حال پر اس کا دل مضطرب رہتا ہے اور آنکھیں اشک ریز اور زبان ان نعمتوں پر جو اس نے اپنے کرم سے ان لوگوں کو عطا کی ہیں۔ رب کریم کا شکر اور حمد و ثنا کرتی رہتی ہے۔"

"غریبوں اور مسکینوں میں بیٹھ کر آپ کو بے پناہ مسرت ہوتی اور فرماتے۔ امیروں کی ہم نشینی کی آرزو تو ہر شخص کرتا ہے۔ ان غریبوں کی محبت کسے نصیب ہوتی ہے؟"

آپ ہر معاملہ میں غریبوں کو امیروں پر ترجیح دیتے یہ کبھی نہیں ہوا کہ آپ نے کسی غریب کی طرف سے نظر انداز کر کے کسی متمول شخص کی طرف توجہ دی ہو۔

۸ ایثار و سخاوت: سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ مجسمہ ایثار و سخاوت تھے۔ بھوکوں کو کھانا کھلانا اور حاجت مندوں پر بے دریغ خرچ کرنا آپ کا ان دنوں معمول تھا۔ آپ کا حکم تھا کہ رات کو بچا ہوا کھانا نہ بچے۔ خود مہمانوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے۔ اگر شاہوں کی طرف سے کچھ تحائف آتے تو ان کو اپنے پاس رکھنے کی بجائے فوراً غرباء و مساکین میں تقسیم کر دیتے علامہ ابن نجار کا بیان ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔

"غریبوں کو کھانا کھلانے میں مجھے حقیقی مسرت ہوتی ہے۔ اگر دنیا میرے ہاتھ میں ہوتی تو سب بھوکوں کو کھانا کھلانے پر صرف کر دیتا۔" یہ بھی فرماتے کہ میرے ہاتھ میں پیسہ بالکل نہیں ٹھہرتا۔ اگر صبح میرے پاس ہزار دینار آئیں تو شام تک ان میں

سے ایک نہ بچے

آپ کبھی کسی سائل کے سوال کو رد نہیں کرتے تھے اور یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ کوئی سائل آپ کے در پر آئے اور خالی ہاتھ لوٹ جائے۔ اپنی ضرورت پر دوسروں کی ضرورت کو ہمیشہ مقدم رکھتے تھے۔

غرباء و مساکین کے نفع کی خاطر آپ نے معمول بنا لیا تھا کہ روزانہ لباس تبدیل فرماتے اور ہر جمعہ کو جوتا تبدیل فرماتے۔ پہلا جوتا اور لباس مساکین و فقراء کو خیرات دے دیتے۔

ایک دفعہ ایک خستہ حال فقیر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اسے بے حد ملول اور پریشان حال دیکھ کر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی آزردگی کا سبب پوچھا اس نے کہا

"آج میں دریا کے کنارے گیا اور ملاح سے
کشتی پر بٹھا کر دوسرے کنارے پر لے جانے کیلئے
کہا لیکن اس نے میری تہی دستی کے سبب انکار کر دیا"

ابھی اس نے اپنی بات ختم ہی کی تھی ایک شخص تیس دینار آپ کی خدمت میں ہدیہ لایا۔ آپ نے فوراً تیس دینار اس فقیر کی طرف بڑھا دیے اور فرمایا

"اب اس ملاح کے پاس جاؤ اور اسے دے کر کہہ دے کہ آئندہ بھی فقیر کا سوال رد نہ کرنا۔"

پھر اپنی قمیض بھی اتار کر اس فقیر کی نذر کر دی۔ وہ اسے لے جانے میں متامل ہوا تو اس سے پھر بیس دینار دے کر خرید لی۔

ایک دفعہ آپ سفر حج پر روانہ ہوئے۔ راستہ میں حلہ کے قصبہ میں آپ نے قیام فرمایا وہاں سے ایک شخص سے دریافت کیا کہ اس قصبہ کون سب سے زیادہ نادار و محتاج ہے۔ اس نے فلاکت زدہ بوڑھے کا پتہ بتایا۔ آپ سیدھے اس مکان پر تشریف لے گئے۔ مکان کیا تھا ایک خستہ کٹیا تھی جس کی دیواریں گر چکی تھیں اور پردہ کیلئے طرف دریدہ و بوسیدہ کمبل لٹک رہے تھے۔ اس کٹیا میں رہنے والا کنبہ صرف دو پر مشتمل تھا، ایک بوڑھا ایک بڑھیا اور ایک لڑکی۔ آپ نے صاحب خانہ سے مکان میں قیام کرنے کی اجازت طلب کی۔ غریب لوگ گئی گزری حالت میں بھی مہمانوں کا نہایت خندہ پیشانی سے خیر مقدم کرتے ہیں۔ بوڑھے نے بدو وسہلاً کہا اور آپ اس کٹیا میں ٹھہر گئے اتنے میں آپ کی آمد کی خبر تمام حلہ میں پھیل گئی۔ اور تمام اہل حلہ تحائف و ہدایا لے کر آپ کی خدمت حاضر ہوئے۔ صاحب ثروت لوگوں نے آپ کو اپنے ہاں چلنے کی دعوت دی لیکن آپ نے معذرت کر دی۔ البتہ ان کے تحائف جن میں سونا، چاندی، نقد، مویشی، اور نئی دوسری قیمتی اشیاء تھیں قبول فرمائے اور پھر وہ سب اس بوڑھے کی نذر کر دیئے۔ رات گزار کر دوسرے دن آپ مکہ معظمہ روانہ ہو گئے۔ چند سالوں کے اندر وہ بوڑھا مال و ثروت میں تمام اہل حلہ سے بڑھ گیا۔

طالب علمی کے زمانہ میں آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کو سونے کا ایک ٹکڑا بھیجا، آپ نے اس کا ایک حصہ ستر دوسرے ضرورت مند ساتھیوں میں تقسیم کر دیا اور جو حصہ اپنے پاس رکھا اس کا کھانا خرید کر فقراء کے ساتھ مل کر کھایا۔

حضرت مخدوم اشرف جہانگیر جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ آپ نے ایک دفعہ ایک وقت سو سو غلام خرید فرماتے اور اسی وقت بیعت سے مشرف فرما کر آزاد فرما دیتے۔

۹۔ عفو و کرم: آپ عفو و کرم کا پیکر جمیل تھے۔ کسی پر ظلم ہوتا دیکھتے تو آپ کو جلال آجاتا لیکن خود اپنے معاملے میں کبھی غصہ نہ آتا۔ اگر بہ تقاضائے بشری آبھی جاتا "خادم پر رحم فرمائے" سے زیادہ کچھ نہ کہتے۔ اپنے شاگردوں اور دوسرے لوگوں کی غلطیوں اور کوتاہیوں سے ہمیشہ درگزر فرماتے۔ اگر کوئی شخص کسی معاملہ میں قسم کھا بیٹھتا تو آپ اسے پیتے خود حقیقت حال پوچھی کیوں نہ ہوتی۔ دوسروں کے عیوب کی تشہیر آپ کو سخت ناپسند تھی تعلقات کا بھید ہمیشہ ظاہر نہ فرماتے تھے۔ طلبہ کی باتوں کو برداشت کرتے اور ان کے الٹا سیدھے سوالات کا بہت تحمل سے جواب دیتے۔ چھوٹوں کی رعایت فرماتے اور بڑوں کی توقیر کرتے۔ سلام میں ہمیشہ سبقت فرمانے کی کوشش کرتے آپ فرمایا کرتے تھے

"اگر برائی کا بدلہ برائی سے دیا جائے تو یہ دنیا
خونخواروں اور درندوں کا گھر بن جائے۔"

۱۰۔ رقت قلب: آپ نہایت رقیق القلب تھے۔ اگر آپ کے سامنے کوئی عبرت کی بات ہوتی تو فوراً آنکھوں میں آنسو آجاتے۔ قرآن کریم کی تلاوت کرتے وقت یا سرور کائنات ﷺ کا ذکر کرتے وقت تو آپ کی آنکھوں سے بے اختیار اشکوں کا سیلاب جاری ہو جاتا۔

حیا: آپ میں کمال درجہ کی حیا تھی۔ فحش اور بے حیائی کی باتوں سے ہمیشہ رکتے تھے۔ آپ کی زبان مبارک سے کبھی کوئی غیر مہذب بات نہ نکلی تھی۔ ایک مرتبہ دریائے دجلہ پر تشریف لے گئے۔ وہاں چند لوگوں کو برہنہ نہاتے دیکھا آپ نے فرمایا "واللہ! مجھے بار بار مر کر زندہ ہونا پسند ہے لیکن ان لوگوں کا یہ فعل پسند نہیں ہے۔"

☆ ☆ ☆

غوث الاعظم کا ایک وعظ

جناب [illegible]

جب وہ کتاب وسنت پر عمل کرتا ہے تو نزدیکی حاصل ہوتی ہے
...ب نزدیکی حاصل ہوتی ہے تو فائدہ اور نقصان کو وہ خدائے بزرگ و برتر کیلئے
...ئے اور اس کے سوا کیلئے کے، اور حق کیلئے کے اور باطل کیلئے کے کام کو جان لیتا
...دیکھ لیتا ہے۔ جب مومن کیلئے نور ہوتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے۔ تو صدیق
...مقرب کا کیا پوچھنا۔ مومن کیلئے ایک نور ہوتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے اور اسی
...واسطے رسول کریم ﷺ نے اس سے ڈرایا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا
...ہے۔ مومن کی فراست سے ڈرو اس واسطے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا
...ہے اور عارف مقرب کو بھی ایک نور عطا ہوتا ہے جس میں وہ اپنے قدرے
...بزرگ و برتر سے اپنے نزدیکی کو دیکھتا ہے اور خدائے بزرگ و برتر کو اپنے دل
...سے دیکھتا ہے۔ سو فرشتوں کی روحوں اور نبیوں صدیقین کے دلوں اور ان کی
...روحوں اور ان کے حالات اور مقامات کو دیکھتا ہے اور یہ سب چیزیں اس کے
...دل کے درمیان اور باطن کی پاکیزگی میں ہوتی ہیں اور وہ ہمیشہ اپنے پروردگار
...کے ساتھ فرحت میں ہوتا ہے اور یہ ایک واسطہ ہے جو اس سے کہتا ہے اور مخلوق
...میں بکھیر دیتا ہے۔ بعض ان دونوں میں زبان اور دل دونوں کے فصیح ہونے میں
...اور بعض ان میں دل کے فصیح اور زبان کے لکنت والے ہوتے ہیں اور منافق
...زبان اور دل کا گونگا ہوتا ہے۔

اس کا سارا علم زبان میں ہوتا ہے، اور اسی لئے نبی کریم ﷺ نے
...یا سب سے زیادہ جس کا مجھے اپنی امت کے بارہ میں ڈر ہے۔ زبان کا فصیح
...نافق ہے۔

اے صاحبزادے! جب تم میرے پاس آؤ تو اپنے عمل اور نفس سے نظر اٹھا کر آیا کرو۔ نادار مفلس آیا کرو۔ جب تم اپنے عمل اور نفس کو دیکھتے ہوئے آؤ گے تو اس (نعمت) سے محروم رہو گے جس کی طرف اشارہ کر رہا ہوں۔ تمہاری خرابی ہو تم مجھ سے اس لئے بغض رکھتے ہو کہ میں حق بات کہتا ہوں اور تمہاری حقیقت کھول دیتا ہوں۔ مجھ سے تو دشمنی میں بغض رکھتا ہے اور مجھ سے وہی ناواقف ہے جو خدائے بزرگ و برتر سے ناواقف، زیادہ بات اور تھوڑا عمل کرنے والا ہو، اور مجھ سے وہی محبت کرے گا جو خدائے بزرگ و برتر سے واقف بہت عمل کرنے والا تھوڑی بات کرنے والا ہو۔ جو شخص مجھ سے محبت کرتا ہے وہ مومن متقی ہے اور منافق مجھ سے بغض رکھتا ہے، پس جو مجھ سے محبت کرتا ہے اور جو مجھ سے بغض رکھتا ہے۔ اگر تم مجھ سے محبت کرو گے تو اس کا سارا فائدہ تمہیں پہنچے گا اور اگر مجھ سے بغض رکھو گے تو اس کا سارا نقصان تمہیں ہی پہنچے گا۔ میں تو لوگوں کی تعریف اور برائی کو کچھ بھی نہیں جانتا ہوں اور میں کسی سطح پر کوئی نہیں جس سے میں ڈروں یا کوئی امید رکھوں، جنوں، انسانوں، حیوانوں، زمین پر رینگنے والوں اور پیدا ہونے والی کسی بھی چیز سے سوا اللہ تعالیٰ کے میں نہیں ڈرتا۔ اللہ جتنا مجھے اطمینان دیتا ہے اتنا ہی ڈر بڑھتا ہے، کیونکہ وہ جو چاہے کر ڈالے۔ جو کرے اس سے کوئی پوچھ نہیں اور باقی سب سے پوچھ ہوتی ہے۔

اے صاحبزادے! اپنے بدن کے کپڑے دھونے میں نہ لگے رہو۔ ورنہ تمہارے دل کے کپڑے میلے کچیلے پڑے رہیں گے۔ پہلے دل کو دھوؤ۔ پھر کپڑوں کو دھوؤ، دونوں کی دھلائی اور پاکی اکٹھی کرو۔ میلے کپڑوں کی میل دھوؤ اور

اپنے رب کو [illegible] میں سے موجود [illegible] کی چیز سے آگاہ [illegible] جو چیز تم [illegible] تمہارا پروردگار جو چاہے کر سکتا ہے [illegible] دینی بھائی سے ملتے [illegible] اپنے متعلق [illegible] (کہ نہ معلوم ہمارے حق میں [illegible] متعلق کیا فیصلہ فرمایا ہے) [illegible] اچھی بات کہی [illegible] حقیقت میں [illegible] نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ آدمی [illegible] جنتیوں [illegible] عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک دو ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے (یعنی مرنے میں) کہ تقدیر کا لکھا غالب آتا ہے اور جہنمیوں (یعنی [illegible]) کا عمل کر بیٹھتا ہے جس کی وجہ سے وہ دوزخ میں چلا جاتا ہے اور اسی طرح ایک جہنمیوں کے کام کرتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کے اور آگ کے درمیان صرف ایک دو ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ تقدیر کا لکھا غالب آتا ہے اور وہ جنتیوں کے عمل کرتا ہے اور اس کی وجہ سے وہ جنت میں چلا جاتا ہے۔ (الحدیث)

تمہارے بارہ میں اللہ کا علم اس وقت ظاہر ہو سکتا ہے جب تم اپنے [illegible] دل اور اپنی پوری ہمت سے اس کی طرف [illegible] کھڑی کر دو اور قبر اور موت کو اپنی آنکھوں اور اپنے دل کے پیش نظر رکھو اور خیال رکھو کہ [illegible] کی نظر [illegible] تمہاری طرف ہیں [illegible] نہیں جانتے ہیں [illegible] تمہارے پاس موجود ہیں۔ [illegible] پر راضی رہو اور اللہ کی حدود کی حفاظت کے ساتھ [illegible] کرو اور یہی شریعت کے حکموں کی تعمیل ہے [illegible] جو بھی تقدیر سے تم پر [illegible] اس پر صبر کرو۔ جب تم [illegible] ہو جاؤ گے تو اپنے پروردگار سے ملو گے [illegible] باطن سے [illegible] اس وقت تمہارے پر [illegible] چیزیں کھلیں گی جن کو تم یقین کی نگاہ سے دیکھو گے اور صبر کرو گے۔ جیسے امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ اگر (غیب) کا پردہ اٹھا دیا جائے تو میرے یقین میں [illegible] نہ ہوگا (یعنی چھپی ہوئی چیزوں کا جو یقین اس وقت حاصل ہے وہ مشاہدہ کے یقین سے کم نہیں ہے)

کسی شخص نے پوچھا آپ نے پروردگار کو دیکھا ہے۔ فرمایا میں ایسے پروردگار کی پرستش ہی کرنے والا نہیں ہوں جس کو میں نے دیکھا نہ ہو [illegible] پوچھا [illegible] پروردگار کو [illegible] کہا [illegible] پوشیدہ ہو جاتا ہے [illegible] کو دیکھنے کی [illegible] صورت [illegible] حق [illegible] اور حق [illegible] تو جس طرح چاہتا ہے دکھاتا ہے اور [illegible] کرتا ہے [illegible] جیسے [illegible] جیسے نبی کریم ﷺ [illegible] شب معراج میں دیکھا ([illegible] دونوں نے دیکھنے میں بہت فرق ہے مگر رویت ایک ہے) جس طرح وہ چاہتے ہیں اپنے آپ کو اس بندے کو دکھاتے ہیں [illegible] کرتے ہیں۔ اس سے نیند کی حالت میں بات کرتے ہیں اور کبھی بیداری میں [illegible] اور [illegible] سے بات کرتے ہیں۔ کبھی اس کے وجود کو فنا کر دیتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کو اس کی شان ظاہری پر دیکھتا ہے۔ اور ایک [illegible] بھی [illegible] جس سے اس کی صفات، اس کی کرامات، اس کے فضل و احسان اور اس کے لطف و کرم کو دیکھتا ہے۔ اس کے حسن سلوک اور آغوش حفاظت [illegible] دیکھتا ہے۔ جس کی عبودیت ثابت ہو جاتی ہے۔ یہ نہیں کہتا کہ مجھے خود کو دکھا۔ مجھے (فلاں چیز) دے۔ فنا اور مستغرق ہو جاتا ہے۔ اس لیے بعض [illegible] وہ پہنچ گئے تھے، کہتے تھے، مجھ پر میری طرف سے [illegible] بات [illegible] جس سے کہ میں اس کا بندہ ہوں اور بندہ کو آقا کے سامنے [illegible] نہیں [illegible] ایک شخص نے ایک غلام خریدا اور [illegible] غلام [illegible] پوچھا [illegible] غلام کیا چیز کھانا چاہیے"۔ اس نے کہا "جو کھلا دو۔" پھر کہا "کون سا کام کرنا پسند کرو گے۔" کہا "جس کا آپ حکم [illegible]۔ تو وہ شخص رو پڑا اور [illegible] کا خوشخبری ہو تمہیں [illegible] اپنے پروردگار کے ساتھ ایسے ہوتا جیسے تم میرے ساتھ ہو۔" تو غلام نے کہا "اے میرے آقا! کیا غلام کو آقا کے سامنے ارادہ اور اختیار ہوتا ہے" کہنے لگا تم [illegible] میں چاہتا ہوں کہ تم میرے پاس رہو تاکہ میں بھی [illegible] تمہاری حفاظت کروں بے شک جو اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے [illegible] اور خفیہ رہ جاتی نہیں رہتا۔ اور یہی کہتا ہے کہ مجھ پر میری طرف سے ہے ہی کیا اپنے کاموں میں اور اپنے سوا اوروں کے کاموں میں تقدیر سے نہیں لڑتا"۔ اے اعتراض کرنے والو اے لڑنے جھگڑنے والو اے بے ادبی سنو اور مجھ سے سنو کیونکہ میں اس گروہ میں سے ہوں جنہوں نے انبیاء

سے ادب سیکھا ہے۔ ان کی پیروی کرنے والوں اور ان کی سیرت کو پسند کرنے والوں میں سے ہوں۔ جس کتاب اور سنت کی موافقت کو تم [illegible] اس دل والی کی موافقت کا (جس کو [illegible] ملے جس کو اللہ تعالیٰ سے [illegible] حاصل ہے اور اس پر سیر کئے (سب [illegible] اور تقدیر کے [illegible] نہیں۔ یہ لقمتوں کے بندے [illegible] ہوتے ہیں جو مخلوق سے علیحدگی اختیار کرتے ہیں اور قرآن پڑھتے اور نبی کریم ﷺ کا کلام پڑھنے میں جی لگاتے ہیں۔ تو لامحالہ ان کے دل اللہ تعالیٰ سے لو لگانے والے اور [illegible] ہو جاتے ہیں جن سے وہ اپنے آپ [illegible] دیکھتے ہیں۔ چونکہ ان کے دل صحیح ہو جاتے ہیں [illegible] ان پر تمہاری [illegible] حالت چھپی نہیں رہتی۔ تمہارے دلوں کی باتیں کرتے ہیں چونکہ ان کے دل صحیح ہو جاتے ہیں اور تمہارے گھروں کی چیزوں کی خبر دیتے ہیں۔ افسوس تمہارے پر۔ عقل سیکھو۔ اپنی جہالت کے ساتھ (اہل اللہ) کی جماعت میں مت گھسو [illegible] نکلتے ہی [illegible] (چڑھ) بیٹھتے ہو۔ [illegible] (اہل اللہ) کی [illegible] لگے ہو [illegible] (ذات) کی سیاہی تمہارے بدن اور کپڑوں پر لگی ہے [illegible] کو نصیحتیں کرنے کے منتظر ہو بیٹھے اس بات کیلئے ظاہر اور باطن [illegible] کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ پھر سب سے بے پرواہ ہو جانے کی۔ اے فاقو! تم کو قیامت کی خبر نہیں کہ پیدا کرنے کا مقصد کیا ہے۔ خصوصی قیامت اور عمومی قیامت [illegible] خصوصی قیامت تم میں سے ہر ایک کی علیحدہ موت ہے اور عمومی قیامت وہ ہے جس کا خدائے بزرگ و برتر نے وعدہ فرمایا۔ یاد کرو اور سبق لو۔ خدائے بزرگ و برتر کے اس فرمان سے۔ اس دن پرہیزگاروں کو خدائے رحمان کا وفد بنا کر لائیں گے اور گنہگاروں کو دوزخ کی طرف پیاسے ہانکے گے [illegible] جنت اور سوار دوزخ کے گھاٹ پر اور [illegible] سے پرہیزگاروں کو جمع کیا جانے گا اور گنہگاروں کو (جانوروں کی طرح مار مار کر) ہانکا جائے گا۔ سو اللہ رحم کرے اس بندہ پر جو اس دن کو یاد کرے اور آج ہی اہل اللہ کی جماعت میں شامل ہو تا کہ اس دن انہی کے ساتھ جمع ہو۔ اے پرہیزگاری کے چھوڑنے والو! قیامت کے دن پرہیزگار رحمن کی طرف سوار ہو کے جائیں گے۔ اور فرشتے ان کے اردگرد جمع ہوں گے۔ ان کے اعمال صورتیں اختیار کر لیں گے۔ وہ اعمال گھوڑوں پر سوار ہوں گے۔ اعمال گھوڑا اس کا عمل ہوگا اور اس کا [illegible]۔

سارے اعمال اچھی اور بری صورتیں قبول کریں گے۔ پرہیزگاری کی کنجی توبہ اور [illegible] اسی واسطے بزرگوں نے اس سے کسی بھی طرح کا [illegible] نہیں [illegible] (حدیث) پیٹھ پھیرنے والو توبہ کرو۔ اے [illegible] اپنے پروردگار سے [illegible] درست کرو۔ یہ دل خدائے بزرگ و برتر کے قابل نہ ہوگا جب تک اس میں [illegible] دنیا اور مخلوق میں سے کسی ایک سے طمع موجود ہو۔ [illegible] سے صحیح [illegible] چاہتے ہو تو ان دونوں چیزوں کو اپنے دلوں سے نکال باہر کرو۔ اور اس سے تمہارا نقصان نہ ہوگا۔ کیونکہ جب تم واصل باللہ ہو جاؤ گے تو تمہارے پاس [illegible] مخلوق ([illegible]) [illegible] آئیں گے اور تم اللہ کے ساتھ اس کے دروازہ پر ہو گے۔ یہ آزمودہ چیز ہے دنیا سے کنارا کرنے والے اور اسے چھوڑنے والے اور پرہیزگار سب آزما چکے ہیں۔

اے صاحبزادے [illegible] تمہارے [illegible] عمل [illegible] خدائے بزرگ و برتر [illegible] حلال [illegible] تک پہنچنے سے پہلے اس سے عہد لے لو [illegible] عہد کیا ہے۔ یہی خلاص۔ توحید۔ اہل سنت و جماعت کے عقائد [illegible] صبر و شکر۔ تسلیم (رضا) [illegible] اور مخلوق کو چھوڑنا [illegible] پھر اگر [illegible] مطابق حق [illegible] تم کو [illegible] عطا کریں گے [illegible] اپنی محبت اور [illegible] شوق اور قربت میں تمہیں نزدیکی اور اپنی نعمت سے وہ چیزیں دیں گے جن کو [illegible] آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی کے دل پر [illegible] اپنے پروردگار سے تعلق قائم کرو۔ پھر جب شیطان تمہارے پاس [illegible] تو تم اللہ سے فریاد کرو جیسے تم سے پہلے لوگ فریاد کرتے رہے [illegible] اپنے پروردگار سے حسن ظن رکھو۔ اس سے حسن ظن اس کا کہا ماننے کے ساتھ رکھو۔ تمہارے بہت سے کام سنوار دے گا۔ اور خدائے بزرگ و برتر سے اور اس کے نبیوں سے اور اس کے رسولوں سے اور اس کے بندوں میں سے [illegible] حسن ظن رکھو اس میں بڑی بھلائی ہے۔

اے صاحبزادے! تو صوفی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور تو گندہ ہے۔

صوفی وہ ہے جس نے اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کی پیروی کر کے اپنے ظاہر اور باطن [illegible] ان [illegible] چیزوں

سے نکلنے والے اور وہ بچے جو ماں کے پیٹ سے نکلنے کا وقت آ پہنچا ہو اور
انہیں رحم چھوڑنے کا حکم ہوا ہو صاف ہو جاتا ہے۔ اسی لئے خدائے بزرگ
و برتر کے درمیان نبی کریم ﷺ (اس طرح) سفیر بن جاتے ہیں جس طرح
رسول اور اللہ تعالیٰ کے درمیان وحی حق کے سلسلہ میں جبرائیل علیہ السلام تھے۔
اور یہ ہرقول اور فعل میں نبی کریم ﷺ کی پیروی سے ہوتی ہے۔ جب بندہ
اس طرح صاف ہو جاتا ہے تو نبی کریم ﷺ کو دیکھتا ہے۔ کسی بات کا حکم دیتے
ہیں اور کسی چیز سے اس کو منع کرتے ہیں۔ دوسرے کا سارا وزن ہٹ جاتا ہے اور
جسم معذور ہو جاتا ہے سراپا باطن ہو جاتا ہے۔ بلا ظاہر اور صفا بلا کدورت۔
سب کا دل سے نکال دینا گویا پہاڑوں کا کھودنا ہے۔ جس کے لیے پھاوڑوں
کے کدالوں۔ مصائب و آفات پر صبر و تحمل۔ آفات و بلیات کو زائل کرنے کی
ضرورت ہوتی ہے۔ خبردار ایسی چیز طلب کرو۔ جو تمہارے ہاتھ نہ پڑے۔
خوشخبری ہو تمہارے لیے کہ تم سیاہ سفید (احکام شریعت) پر عمل کرو اور (سچے)
مسلمان بن جاؤ۔ خوشخبری ہو تمہارے لیے قیامت کے دن مسلمانوں کی
جماعت میں آ جاؤ اور کافروں کی صفوں میں نہ رہو۔ خوشخبری ہو تمہارے لیے کہ
جنت کی زمین اور اسکے دروازہ پر چھڑکاؤ کیا جائے۔ اور جہنم والوں میں نہ
رہو۔ تواضع بلند کرتی ہے اور تکبر پست کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔
جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع کی، اللہ تعالیٰ اسے بلند کر دے گا۔ اللہ کے
بندے (اب بھی) موجود ہیں جو پہاڑوں سے زیادہ بڑے عمل کرتے
ہیں۔ ایسے اعمال جیسے کہ پہاڑوں سے بڑے اور خدائے بزرگ و برتر کے سامنے
تواضع کرتے اور کہتے ہمارا کوئی عمل نہیں جو ہمیں جنت میں داخل کرے گا۔
اگر ہمیں جنت میں داخل کیا تو خدائے بزرگ و برتر کی رحمت سے اور اگر ہمیں
داخل نہ فرمایا گیا تو خدائے بزرگ و برتر کی رحمت سے اور اگر ہمیں جہنم میں
داخل فرمایا گیا تو یہ بھی اس کا عدل و انصاف ہے۔ اگر کوئی ایسا ہو تو ہم اس کے قابل
نہ تھے) وہ ہر وقت اس کے سامنے عاجزی کے پاؤں پر کھڑے رہتے ہیں
(نیک اعمال سے خالی سمجھتے ہوئے اور اس کی نگاہ مغرور رہا منتظر کرتے
ہوئے) تو پس کرو اور اپنی کوتاہی کو مان لو تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوگی اور زندگی
ہے۔ زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد بارش سے زندہ کرتا ہے۔ اور لوگوں کو
موت کے بعد دوبارہ زندگی کے ساتھ زندہ کرتا ہے

اے نافرمانو! توبہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ اور اس
کے فضل سے مایوس نہ ہو۔ اے مردہ دلو ہمیشہ خدائے بزرگ و برتر کو یاد کرو۔ اس
کی کتاب کی تلاوت کرو اس کے رسول ﷺ کی سنت کی پیروی کرو۔ اور ذکر
کی مجلسوں میں حاضر ہوتے رہو۔ یقیناً یہ چیز تمہارے دلوں کی اس طرح مدد
کرے گی جیسے کہ مردہ زمین کو بارش پڑنے سے زندگی مل جاتی ہے اور ذکر
ہمیشگی دنیا و آخرت کی ہر خیر کا سبب بنتی ہے۔ جب دل صحیح ہو جاتا ہے تو اس
میں ذکر دائمی قائم ہو جاتا ہے جیسے سارے دل اور اس کی طرف میں لکھا جاتا
ہے۔ چنانچہ اس کی آنکھیں سوتی ہیں اور اس کا دل اپنے خدائے بزرگ و برتر کو
یاد کیا کرتا ہے۔ یہ اس کو اپنے نبی کریم ﷺ سے میراث میں ملی ہے جو ہر
وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کیا کرتے تھے۔
ایک بزرگ کے پاس ایک تسبیح تھی جس سے اللہ کا ذکر کیا کرتے
تھے ایک رات تسبیح پڑھتے پڑھتے سو گئے۔ اور وہ ان کے ہاتھ میں ہی تھی
تو اچانک (لوگوں نے دیکھا کہ) وہ ان کے ہاتھ میں چل رہی ہے۔ جیسا کہ
کے گرد ونواح ہیں۔ اور اس کی زبان سے سبحان اللہ سبحان اللہ نکل رہا ہے۔
بندہ سوتا ہے اور دل ذکر کے سبب سے جاگتا ہے اور ان میں بعض ایسے بھی ہیں کہ رات
کے کچھ حصہ میں تکلف سوتے ہیں تاکہ اس سے رات کے بقیہ حصہ میں جاگنے
کے لیے مدد ملے۔ وہ نفس کو اس کا حق دیتے ہیں تاکہ وہ مسکون ہو جائے۔ اور
تکلیف نہ دے۔ ایک بزرگ کی تو یہ شان تھی کہ رات میں جیسا کہ بلایا کرتے اور
ان کا بقدر ضرورت سامان لیتے۔ کسی نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو کہا۔
مجھے خدائے بزرگ و برتر جو دیدار کرتے ہیں تو بات کی کیونکہ سچا خواب
اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ چنانچہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک سونے میں
تھی بعد خدائے بزرگ و برتر کے مقرب پر ہر وقت (اس کی حفاظت کیلیے) فرشتے
مقرر ہوتے ہیں۔ اگر وہ سوتا ہے تو اس کے سر کے قریب پاؤں کے پاس بیٹھے
رہتے ہیں اور اس کی آگے اور پیچھے سے حفاظت کرتے ہیں۔ شیطان ایک طرف
رہتا ہے مقرب کو اس کے پاس ہونے کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ اللہ اس کی حفا
ظت کرتا ہے۔ اللہ کی حفاظت میں سوتا ہے اور اللہ کی حفاظت میں ہی جاگتا ہے۔
اس کی حرکت اور سکون سب اللہ کی حفاظت میں ہوتا ہے۔ اے اللہ ہم کو ہر حال
میں اپنی حفاظت میں رکھ اور ہمیں دنیا اور آخرت میں نیکی دے، اور آگ کے
عذاب سے بچا۔

☆ ☆ ☆

حضور سیدنا غوث الاعظم کے

اعمال و وظائف

﴿جناب طالب ہاشمی﴾

۱... صلوٰۃ الغوثیہ یا صلوٰۃ الاسرار: شیخ [illegible]
رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے غوث الثقلین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے سنا کہ جو شخص مصیبت کے وقت میرے توسل سے بارگاہ الٰہی میں فریاد کرے تو اس کی مصیبت دور ہو جاتی ہے اور جو شخص [illegible] نماز اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد گیارہ مرتبہ رسول اکرم ﷺ پر درود بھیجے۔ پھر بغداد کی طرف [illegible] اور اپنی حاجت کا بھی خیال کرے تو بحکم خدا وہ حاجت پوری ہو جائے گی۔

۲... پریشانیوں سے نجات۔ آپ کا ارشاد ہے [illegible] پریشانیوں میں گھر جائے تو [illegible] سورۂ الم نشرح سات بار، پھر سورۂ اخلاص سات بار [illegible] پڑھے اور پھر سجدہ میں جا کر یہ دعا پڑھے۔

﴿یا قاضی الحاجات [illegible] الدعوات ویا ارحم الراحمین﴾

﴿[illegible]﴾

اس کے بعد سرور کونین جناب احمد مجتبیٰ ﷺ کے توسل سے بارگاہ صمدی میں پریشانیوں سے نجات کیلئے التجا کرے انشاء اللہ اس کی آرزو پوری ہوگی۔

۳... استخارہ قادریہ: پہلا طریقہ یہ ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد دو رکعت نماز بہ نیت استخارہ اس طرح پڑھیں کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد گیارہ گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھیں پھر رسول کریم ﷺ پر گیارہ بار درود شریف [illegible] اللّٰھم صل [illegible]

اس کے بعد یہ کلمات ایک ایک سو بار پڑھیں

[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]

اس کے بعد سو جائیں انشاء اللہ خواب میں جواب مل جائے گا۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ بعد نماز عشاء [illegible] انشاء اللہ خواب میں جواب مل جائے گا۔ اگر نہ ملے تو دوسری رات پھر یہ عمل کرے۔ دوسری رات بھی جواب نہ ملے تو تیسری شب پھر یہ عمل کرے۔ انشاء اللہ ضرور جواب ملے گا۔

تیسرا طریقہ یہ ہے عشاء کی نماز کے بعد دو رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد تین تین بار سورۂ اخلاص پڑھے اس کے بعد سر شمال کی طرف اور منہ قبلہ کی طرف کرکے الظاہر الباسط پڑھتا ہوا سو جائے انشاء اللہ خواب میں جواب مل جائے گا۔

۴ مراقبہ توحید یا عمل استقامت [illegible]

[illegible] پڑھیں ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد [illegible] پڑھے۔ سلام پھیرنے کے بعد ان کلمات کا سو بار ورد کیجئے۔

لا معبود الا اللہ

لا مقصود الا اللہ

لا موجود الا اللہ

اس عمل سے قلب نور معرفت سے بھرپور ہو جاتا ہے اور سوائے اللہ کے دل میں کسی کا خوف نہیں رہتا۔

۵. عمل کشائش رزق

فجر کی سنتیں ادا کرنے کے بعد اور فرض ادا کرنے سے پہلے اس دعا کا ورد سو بار کیجئے۔ ﴿[illegible]﴾ انشاء اللہ اللہ تعالیٰ بے شمار رزق عطا فرمائے گا۔

۶ عمل آسودہ حالی:

نماز فجر کی سنتیں اور فرضوں کے درمیان یہ کلمات روزانہ سو بار پڑھے ﴿سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ﴾ انشاء اللہ زندگی میں آسودہ حالی اور راحت نصیب ہوگی۔

۷ عمل برائے زیارت رسول اللہ ﷺ

اگر کسی کو نبی کریم ﷺ کی زیارت کا شوق ہو تو وہ جمعرات کی رات کو پاک صاف ہو کر پاک لباس پہنے، خوشبو لگائے اور نماز عشاء کے بعد پوری یکسوئی سے مدینہ منورہ کی طرف توجہ کرے اور صدق دل سے بارگاہ الٰہی میں التجا کرے کہ اسے سرور دو عالم ﷺ کے جمال اقدس کی زیارت نصیب کرے اس کے ساتھ ہی نہایت سوز و دردمندی کے ساتھ یہ درود شریف پڑھے۔

﴿الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ، الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول حبیب اللہ اللھم صل علی محمد کما تحب و ترضی﴾

اس کے بعد سو جائے انشاء اللہ خواب میں حضور رسول مقبول ﷺ کی زیارت نصیب ہوگی۔

۸ عمل برائے زیارت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ

اگر کسی کو جناب غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا اشتیاق ہو تو وہ آدھی رات کے وقت اٹھ کر غسل کرے اور پاک صاف ہو کر دو رکعت نماز نفل نیت کرے اور اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد تین بار سورہ کافرون اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد تین بار سورۃ اخلاص پڑھے سلام پھیرنے کے بعد جانماز پر کھڑا ہو جائے اور [illegible] سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا تصور کر کے [illegible] پڑھے۔ ﴿[illegible] اللھم صل علی محمد وعلی نور محتجب فی الارواح﴾

پھر کسی سے بات کئے بغیر سو جائے انشاء اللہ خواب میں سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت نصیب ہوگی۔ اگر پہلے دن کو یہ مقصود حاصل نہ ہو تو تین دن تک یہ عمل کرے، انشاء اللہ مراد بر آئے گی۔

۹ عمل غوثیہ

یہ عمل کشائش رزق [illegible] ترقی [illegible] کیلئے نہایت عجیب الاثر ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ نماز مغرب کے بعد دو رکعت نفل اس طرح ادا کرے ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھے سلام پھیرنے کے بعد گیارہ بار درود شریف پڑھے۔ پھر بارگاہ الٰہی میں [illegible] نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ یہ دعا پڑھے۔

﴿[illegible] اطلب رحمتک والتمس رضوانک اللھم نجنی من عذابک [illegible] الراحمین﴾

پھر جناب سرور کائنات ﷺ کے توسل سے یہی دعا بارگاہ رب العزت میں پیش کرے۔ بہت جلد اثر ہو جائے گا۔

۱۰. عمل فاتحہ

خیر و برکت، آسودہ حالی، کشائش رزق اور حصول روزگار کیلئے یہ عمل عجیب و غریب اثرات کا حامل ہے۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ صبح کی سنتوں کے بعد فرضوں سے پہلے سورہ فاتحہ وصل بسم کے ساتھ یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ...... گیارہ

رشہ پڑھا کریں ... بعد خشوع وخضوع سے حصول مقصد کے لیے دعا
مانگیں انشاء اللہ بگڑے کام بن جائیں گے۔

صلوٰۃ اسباع الایام عمل بلندی درجات مقدورات

اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کیلئے صلوٰۃ سباع الایام کا پڑھنا انتہائی مفید ہے۔
اس کا طریقہ یہ ہے زوال کے بعد وضو کریں دو رکعت تحیۃ الوضو
پڑھیں اور دو رکعت نماز نفل اس طرح ادا کریں کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور
سورۃ اخلاص ایک ایک بار پڑھ کر سورۃ اذا جاء اور سورۃ واقعہ کا ورد کریں۔
سلام کے بعد خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے اس کی حمایت اور نصرت
کیلئے دعا مانگیں۔

﴿شرائط اعمال و وظائف﴾

اوپر جن اعمال و وظائف کا ذکر کیا گیا ہے وہ اگر پوری شرائط اور صحیح
طریقے سے ادا کیے جائیں تو ان کے تیر بہدف ہونے میں کلام نہیں۔ سیدنا
غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ ان اعمال و وظائف کے اثرات برحق
ہیں لیکن اس کیلئے عامل یا وظیفہ خواں میں ان شرائط و صفات کا ہونا ضروری ہے۔

- صحیح العقیدہ مسلمان ہو
- شرک کا دشمن ہو
- رزق حلال پر گزارا کرے
- حب رسول رکھتا ہو
- نماز پنجگانہ کا پابند ہو
- اکثر باوضو رہتا ہو اور طہارت کا خاص خیال رکھتا ہو
- نماز کے اوقات کا پابند ہو اور باجماعت نماز کو ترجیح دے۔
- نماز تہجد کا اہتمام کرتا ہو۔
- راست باز، دیانت دار، صابر اور کشادہ دست ہو اور غیبت سے پرہیز کرے۔
- عمل سے پہلے صدقہ کا اہتمام کرتا ہو۔
- اگر کسی کو ان صفات سے تہی دامن ہونے کے باوجود کسی عمل یا وظیفہ سے فائدہ حاصل ہو جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کی دین ہے۔

☆.....☆.....☆

حضرت بریلوی قدس سرہٗ کے تتبع میں

یا غوث

(سو اشعار میں سے چند ابتدائی اشعار)

جمال حق [illegible] تری صورت ہے یا غوث
جلال حق [illegible] تری سیرت ہے یا غوث
تو عبدالقادر [illegible] قدرت [illegible]
تو قدرت کا [illegible] تری قدرت ہے یا غوث
تو ہے محبوب محبوب خدا ﷺ کا
[illegible] عیاں [illegible] تری الفت ہے یا غوث
تو [illegible] شاہ [illegible] مصطفیٰ ﷺ ہے
رضائے حق تیری قیمت ہے یا غوث
تو نور [illegible] تیرے [illegible] کا
ہمیں مطلوب تیری [illegible] ہے یا غوث
علی شیر خدا [illegible] کا شیر ہے تو
شباب قوت [illegible] ہمت ہے یا غوث
[illegible] حسینی [illegible]
[illegible] صفت ہے یا غوث
ابوصالح [illegible]
عجب تیری صلاحیت ہے یا غوث
[illegible] کا فخر ہے
تو [illegible] تری فطرت ہے یا غوث
تری [illegible] حسب [illegible] کی
مسلم [illegible] عظمت ہے یا غوث
خدا و مصطفیٰ [illegible] کا تو ہے محتاج
[illegible] کو تری حاجت ہے یا غوث
ہے تو جس سے کمالات الوصال
وہ کیا یگانہ وحدت ہے یا غوث
ترے زیر نگیں [illegible] اوتاد
ولی تیری [illegible] ہے یا غوث
قدم تیرا رقاب اولیاء پر
مسلم یہ خصوصیت ہے یا غوث

([illegible])

وفا

﴿ختم نبوت کے موضوع پر ایک حیرت انگیز تحریر﴾

وہ دن بھر کا تھکا ماندہ رات کو گھر پہنچا تو سامنے [illegible]

گھر والوں سے [illegible] اس کا منتظر ہے۔ وہ بچے [illegible] بستر پر پہنچتے ہی اس نے اپنا جسم بستر پر یوں گرا دیا جیسے کوئی تھکا ہارا مسافر منزل پر پہنچ کر سر سے بھاری گٹھڑی زمین پر پھینک دیتا ہے۔

[illegible] بھی بہت تھکی۔ وہ کچھ بے چین تھے۔ اس کا رنگ زرد زرد ہو رہا تھا۔ اس نے کروٹ [illegible] اس نے اپنی آنکھوں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ دیے اور سونے کی کوشش کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ میٹھی نیند کی آغوش میں چلا گیا۔

[illegible] پھر وہ خواب دیکھنے لگا [illegible] اس کے بھائی بچے اس کی چارپائی کے گرد کھڑے چیخ پکار کر رہے ہیں [illegible] لیکن جواب نہیں دے سکتا [illegible] بلوایا جاتا ہے [illegible] قریب سے [illegible] اس کے گھر سے نکل [illegible] اس کے عزیز و اقارب [illegible] اس کی موت کی اطلاع دی جا رہی ہے۔ وہ یہ بھی سنتا ہے کہ [illegible] شہر میں [illegible] عزیز و اقارب اس کی موت کی خبر سن کر آ رہے ہیں۔ وہ دیکھتا ہے کہ عورتیں گھر میں جمع ہونا شروع ہو گئی ہیں۔ چونکہ وہ مسجد کے قریب [illegible] سکتا ہے کہ کوئی منادی اعلان کر رہا ہے۔

"حضرات ایک ضروری اعلان سنئے، چوہدری افضل حسین قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے ہیں۔ ان کا جنازہ ٹھیک چار بجے ان کے گھر سے اٹھایا جائے گا۔ تمام حضرات سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ جنازہ میں شرکت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔"

وہ یہ خوفناک اعلان سن کر چیخنا چاہتا ہے لیکن قوت گویائی سلب ہو چکی ہے۔ وہ [illegible] چاہتا ہے لیکن [illegible] بے جان ہو چکے ہیں۔ پھر [illegible] بیٹے سے کہہ رہا ہے کہ [illegible] کا انتظام کرو۔ پھر اس کا [illegible] اس کے [illegible] محلے کے [illegible] صاحب سے یہ تو پوچھ [illegible] گئے۔ پھر اس نے [illegible] صاحب نے [illegible] سے پوچھا [illegible] قبر کا [illegible] ہو گیا ہے؟ [illegible] قبر کا [illegible] بہت [illegible] شروع ہو گئی۔

[illegible] پتہ چلتا ہے کہ [illegible] پر بیٹھنا شروع ہو گئے ہیں۔ [illegible] شہر سے [illegible] عزیز و اقارب بھی پہنچنا شروع ہو گئے ہیں [illegible] سے پہلے میرے بھائی کا جنازہ اٹھایا جائے۔

چونکہ اس کے کانوں میں یہ خوفناک آواز پڑتی ہے

"میت کو غسل کے لیے تیار کرو اور غسل کا سامان لے آؤ۔" [illegible] آواز تھی۔ [illegible] کے ختم پر چند نوجوان اس کی چارپائی اٹھا کر گھر کے صحن کے ایک کونے میں رکھ دیتے ہیں اور پردے کے لیے اردگرد چادریں تان دیتے ہیں۔ سب سے پہلے اس کا بھائی اس کی کلائی سے اس کی محبوب گھڑی اتارتا ہے جو اس نے اپنے ایک دوست سے دبئی سے منگوائی تھی۔ پھر اس کے ہاتھوں سے سونے کی انگوٹھی اتاری جاتی ہے جو [illegible] انگلی میں پہنائی تھی۔ [illegible] جیب سے [illegible] نکالے جاتے ہیں۔ وہ حسرت سے [illegible] دیکھتا ہے، جس کی اس نے [illegible] ہاتھوں سے [illegible] اس کی [illegible] جاتی ہے۔ [illegible] خوبصورت [illegible] رنگ کی [illegible] اس کے جسم سے [illegible] جاتی ہے۔ اب اس کے جسم پر فقط ایک چادر رہ جاتی ہے۔ وہ غسال سے چیخ چیخ کر کہنا چاہتا ہے کہ [illegible] لیکن اس کی زبان تو ہمیشہ کے لیے خاموش ہو چکی تھی۔ غسال کے بے رحم ہاتھ بڑھتے ہیں اور [illegible] جاتا ہے۔ [illegible] پھر پانی اور صابن کی آواز آتی ہے۔ اچانک ٹھنڈے پانی کا ایک ایک قطرہ اس کے جسم پر گرتا ہے۔ وہ کانپنا چاہتا ہے لیکن کانپ نہیں سکتا۔ پھر دھڑا دھڑ اس پر پانی کے ڈبے گرنے لگتے ہیں۔ پھر غسال اپنے سخت ہاتھوں سے اس کے جسم پر صابن ملنے لگتا ہے۔ [illegible] کرتا ہے۔ کبھی کسی پہلو لٹاتا ہے اور کبھی کسی پہلو۔ نہلانے کے بعد اسے کفن پہنا دیا جاتا ہے۔ اس کے نتھنوں میں روئی ٹھونس دی جاتی ہے۔ عطر کا چھڑکاؤ ہوتا ہے۔ کفن پر مشک [illegible] بکھیر دیا جاتا ہے۔ [illegible] اٹھا کر جنازے والی چارپائی پر لٹا دیا جاتا ہے اور چارپائی کو اٹھا کر گھر کے صحن میں رکھ دیا جاتا ہے۔ سینکڑوں مرد و زن اس کا چہرہ دیکھنے کے لیے اس کی طرف لپکتے ہیں۔ چہرہ [illegible] ایک طوفان اٹھتا ہے، آنسوؤں کا ایک سیلاب بہہ جاتا ہے۔

س کی بیوی اور بہنیں اس کے اوپر گر جاتی ہیں۔ اس کے والدین اور بچے رو رو کر نڈھال ہو جاتے ہیں۔ اچانک مسجد سے پھر ایک اعلان ہوتا ہے:

"حضرات! افضل حسین کا جنازہ تیار ہے، جو احباب جنازے میں شامل ہونا چاہتے ہوں وہ مرحوم کے گھر فوراً پہنچ جائیں"

چار پانچ نوجوان جنازے کی چارپائی کو اٹھانے کے لیے آگے بڑھتے ہیں۔ گھر کی عورتیں مزاحم ہوتی ہیں لیکن وہ کلمہ شہادت کی ایک زوردار صدا لگا کر جنازے کی چارپائی اٹھا لیتے ہیں۔ ادھر جنازہ اٹھتا ہے، ادھر چیخوں کی خوفناک آندھی سے ماحول تھر تھرا اٹھتا ہے۔ وہ یہ سب کچھ دیکھ اور سن رہا تھا۔ جب جنازہ گھر سے نکلا تو اس نے دیکھا کہ اس کی نئی سوزوکی گاڑی جو اس نے پچھلے مہینے ہی خریدی تھی باہر گلی میں کھڑی ہے۔ بازار سے جب اس کا جنازہ گزر رہا تھا تو اسے محلے کی وہ دکانیں نظر آ رہی تھیں جہاں وہ بچپن میں گھر سے اچھل کود کرتا، سودا سلف لینے کے لیے آیا کرتا تھا۔ راستے میں اسے وہ کھیل کا میدان بھی نظر آیا، جہاں وہ بچپن میں اپنے دوستوں کے ساتھ گلی ڈنڈا اور فٹ بال کھیلا کرتا تھا۔ راہ میں اسے اپنا سکول نظر آیا جہاں ہر سال پاس ہونے پر اس کے والد صاحب اس کو پھولوں کے ہار پہنایا کرتے تھے۔ سفر کرتے کرتے جنازہ، جنازگاہ میں پہنچ گیا۔ یہ جنازگاہ اس نے پہلے بھی کئی دفعہ دیکھی تھی، لیکن ہر دفعہ جنازہ کسی اور کا ہوتا تھا اور وہ نماز پڑھنے کے لیے آتا تھا۔ لیکن آج جنازہ اس کا اپنا تھا اور دوسرے جنازہ پڑھنے کے لیے آئے تھے۔ جنازہ زمین پر رکھ کر لوگ وضو کے لیے چلے گئے۔ جونہی لوگ واپس آئے، فضا میں ایک گرجدار آواز گونجی:

"تمام بھائی نماز جنازہ کی نیت کر لیں"۔ یہ نماز جنازہ پڑھانے والے مولوی صاحب کی آواز تھی۔

انہوں نے کہا:

"چار تکبیر نماز جنازہ، فرض کفایہ، ثناء واسطے اللہ تعالیٰ کے، درود واسطے نبی اکرم ﷺ کے، دعا واسطے اس حاضر میت کے، منہ طرف قبلہ شریف کے، پیچھے اس امام کے"۔ اس کے بعد امام صاحب نے نماز جنازہ کا طریقہ بتایا۔ اس نے سوچا کیا ان لوگوں کو نماز جنازہ اور اس کی نیت نہیں آتی۔ لیکن جلد ہی اس کے ضمیر نے جواب دیا کہ تجھے بھی تو یہ سب کچھ نہ آتا تھا۔ تو بھی تو لوگوں کے جنازے ایسے ہی پڑھا کرتا تھا۔ اس جواب سے اس کی خوب تسلی ہو گئی۔

نماز جنازہ شروع ہونے سے قبل جب صفیں تیار ہو چکی تھیں، اچانک اس کے خمیدہ کمر والد صاحب مجمع کے سامنے آئے اور انہوں نے کہا کہ اگر میرے مرحوم بیٹے نے کسی کا قرض دینا ہو تو وہ اپنا قرض مجھ سے لے سکتا ہے۔ اس نے دیکھا کہ ادھر اس کے والد صاحب نے یہ اعلان کیا ادھر اس کا دوست منشی خاں جس سے اس نے پچاس ہزار روپے لیے تھے اور کئی دفعہ رقم طلب کرنے پر وہ اسے آج کل پر ٹرخا دیتا تھا۔ صفوں سے باہر نکلا اور پوری آواز سے چلا کر سارے مجمع کو مخاطب کر کے کہنے لگا: "میں نے افضل حسین سے پچاس ہزار روپے لینے تھے، لیکن میں اس کا دوست ہونے کے ناطے اسے معاف کرتا ہوں"

منشی خاں کا یہ اعلان اس پر دوسری موت طاری کر گیا اور وہ سوچتا رہ گیا کہ منشی القلب دنیا موت کے ساتھ بھی ہنسی مذاق سے نہیں چوکتی۔ نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے اور جنازہ سوئے قبرستان روانہ ہو جاتا ہے۔ قبر کے کنارے چارپائی رکھ دی جاتی ہے۔ لوگ قبر کے گڑھے کو دیکھ کر انا للہ کی صدائیں بلند کر رہے ہیں۔ جنازہ کی چارپائی کی ایک سائیڈ کو کھولا گیا۔ ایک باہمت نوجوان آگے بڑھا اور اس نے اس کی کمر میں ایک مضبوط کپڑا ڈال کر اسے درمیان سے اٹھایا۔ دو نوجوانوں نے اس کے سر اور پاؤں پکڑے۔ کلمہ شہادت کا ایک زوردار ورد ہوا اور وہ لوگوں کے بازوؤں کے سہارے زمین سے زیر زمین جا چکا تھا۔ قبر نے اسے اپنے پیٹ میں لٹا لیا تھا۔ اس کا منہ قبلہ رخ کیا گیا۔ پھر اس نے اپنے محلے کے ایک بزرگ، جسے وہ چاچا کرم دین کے نام سے پکارا کرتا تھا، کی آواز سنی:

"بچو! وقت کم ہے شام کے سائے بڑھ رہے ہیں۔ جلدی سے سلیں رکھو اور مٹی ڈالو"۔

یہ آواز سن کر اس کے جسم میں ایک زلزلہ آ گیا۔ اس کا اہل دنیا کے ساتھ یہ آخری مصافحہ تھا۔ قبر پر سلیں رکھ دی گئیں۔ پھر یکدم لوگوں نے قبر پر مٹی گرانی شروع کر دی۔ قبر میں ہولناک اندھیرا چھا گیا۔ وہ زمین کے باہر والے انسانوں کو دیکھ تو نہ سکتا تھا لیکن ابھی کسی سوراخ سے اسے ان کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ اس وقت اس کے دل میں سخت حسرت پیدا ہوئی کاش ان آوازوں میں اس کے بیوی بچوں کی آواز بھی ہوتی۔ قبر کو مٹی سے مکمل ڈھانپ دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی باہر سے آنے والی آوازیں خاموش ہو گئیں۔ قبر میں اس قدر اندھیرا چھا گیا کہ اسے قبر کی دیواریں بھی دکھائی نہ دیتی تھیں۔ اسے اس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں اپنے اردگرد اور اوپر نیچے سانپ اور بچھو نظر آ رہے تھے اور اسے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے ان میں سے کوئی ابھی اس پر اپنا زہریلا ڈنک آزمائے گا اور اسے جلا کر خاک سیاہ بنا دے گا۔ اچانک ایک خوفناک آواز آتی ہے اور قبر اسے اٹھا کر باہر پھینک دیتی ہے۔ وہ سخت حیران ہوتا ہے کہ اس قبرستان کی ساری قبروں نے اپنے مردوں کو قبروں سے باہر پھینک دیا ہے۔ سارے قبروں والے خوف کے عالم میں تھر تھر کانپ رہے ہیں کہ انہیں حکم ہوتا ہے کہ حشر کے میدان کی طرف بھاگو۔ جہاں تم سے تمہارے اعمال کا حساب لیا جائے گا۔ سب سرپٹ حشر کے میدان کی طرف اس سرعت و تیزی سے بھاگتے ہیں کہ تھوڑی دیر میں وہ حشر کے میدان میں موجود ہوتے ہیں۔

میدان حشر میں ان گنت انسان جمع ہیں۔ لوگ سخت گھبراہٹ میں

ہیں اور ریوڑوں کی صورت میں ادھر ادھر بھاگ رہے ہیں۔ سورج کی تمازت سے انسانی جسموں سے چربی پگھل رہی ہے۔ زبانیں سوکھ کر کانٹا ہو گئی ہیں شدت پیاس سے ہونٹ اور زبانیں پھٹ چکی ہیں۔ بھوک کا یہ عالم ہے کہ انسان کہنیوں تک اپنا گوشت کھا چکے ہیں۔ انسانی رشتے کچے دھاگے کی طرح ٹوٹ چکے ہیں۔ کوئی کسی کا غمگسار اور پرسان حال نہیں۔ ماں باپ اولاد کو دیکھ کر بھاگتے ہیں اور اولاد ماں باپ کو دیکھ کر دوڑ جاتی ہے کہ کہیں کوئی ہم سے نیکی نہ مانگ لے۔ ہر انسان نفسی نفسی پکار رہا ہے۔ زمین اس قدر گرم ہے کہ اس پر پاؤں نہیں ٹکتے۔ ہر انسان اپنے گناہوں کے مطابق پسینے میں ڈوبا ہوا ہے۔

اچانک وہ دیکھتا ہے کہ ایک بہت بڑا گروہ میدان حشر کی ایک سمت کو بھاگا جا رہا ہے۔ وہ اس تیزی سے بھاگ رہا ہے جیسے بکریوں کا ریوڑ حملہ آور شیر کو دیکھ کر بھاگتا ہے۔ لیکن اسے محسوس ہوتا ہے کہ یہ گروہ کسی سکون گاہ کی طرف جا رہا ہے۔ وہ اس گروہ کے ایک فرد کو روک کر پوچھتا ہے کہ تم لوگ کدھر جا رہے ہو؟ اسے بتایا جاتا ہے کہ یہاں سے کچھ فاصلے پر شافع محشر جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا دربار لگا ہے اور یہ پریشان حال لوگ شفاعت رسول ﷺ حاصل کرنے جا رہے ہیں۔ اسے بتایا جاتا ہے کہ شافع محشر ﷺ حوض کوثر پر تشریف فرما ہیں اور اپنے پیارے امتیوں کو جام کوثر بھر بھر کر پلا رہے ہیں اور جو ایک جام پی لے اسے پھر دوبارہ پیاس نہیں لگے گی۔ اس نے دیکھا کہ بہت سے لوگ پروانہ شفاعت حاصل کر کے اور جام کوثر پی کر سوئے جنت جا رہے ہیں۔ اب ان پر کوئی غم نہیں وہ شاداں و فرحاں ہیں ان کے چہرے ستاروں سے زیادہ تابناک ہیں اور ان کے قلوب اطمینان کی دولت سے مالا مال ہیں۔ جنت کی بہاریں ان کے لیے چشم براہ ہیں۔ رضوان جنت ان کے استقبال کا منتظر ہے۔ یہ فرحت بخش منظر دیکھ کر غم سے ڈوبا ہوا اس کا دل خوشی سے اچھل پڑا اور وہ شفاعت رسول ﷺ کا پروانہ اور جام کوثر حاصل کرنے کے لیے دوڑنے لگا۔ لیکن اسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی غیر مرئی طاقت نے اسے روک لیا ہے۔ اس کے قدموں میں کسی نے میخیں ٹھونک دی ہیں۔ اسے یوں محسوس ہوا کہ اس کا ضمیر اس کی راہ میں ہمالیہ پہاڑ بن کر کھڑا ہو گیا ہے۔ اس کا ضمیر ایک شعلہ بیاں مقرر کی طرح بے تکان بولنے لگا۔ اس کا ضمیر کہنے لگا:

"اے بے وفا و بے مروت انسان! کس منہ سے شافع محشر ﷺ کے پاس جا رہا ہے۔ تیرا ان سے کیا تعلق؟ تیرا ان سے کیا واسطہ؟ تجھے ان سے کیا محبت؟ تجھے ان سے کیا چاہت؟ تیری زندگی میں جب تو جوان تھا مرزا قادیانی نے شافع محشر ﷺ کی ختم نبوت پہ ڈاکہ ڈالا.......... تو نے کیا کیا؟

مرزا قادیانی اور اس کے بدمعاش ساتھیوں نے ساقی کوثر ﷺ کی شان میں ہرزہ سرائی کی تو نے کیا کیا؟

مرزا قادیانی نے اپنی بکواسیات کو احادیث رسول ﷺ کہا۔۔۔۔ تو نے کیا کیا؟

مرزا قادیانی نے اپنے مرتد ساتھیوں کو صحابہ رسول ﷺ کہا۔۔۔۔ تو نے کیا کیا؟

مرزا قادیانی نے اپنے چیلوں چانٹوں کو اصحاب بدر کہا..... تو نے کیا کیا؟

پیارے نبی ﷺ کے پیارے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کو گالیاں دی گئیں۔۔۔۔ تو نے کیا کیا؟

محبوب خدا ﷺ کی لاڈلی بیٹی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کی بیٹی کو سیدۃ النساء کہا گیا..... تو نے کیا کیا؟

سید الکائنات ﷺ کی ازواج مطہرات کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کی بیوی کو "ام المومنین" کہا گیا۔۔۔۔ تو نے کیا کیا؟

محسن انسانیت ﷺ کے پیارے شہر مکہ و مدینہ کے مقابلے میں مرزا قادیانی کے منحوس شہر "قادیان" کو مکہ و مدینہ کہا گیا..... تو نے کیا کیا؟

تیرے سامنے اسلام لٹتا رہا..... قرآن لٹتا رہا..... رسول رحمت ﷺ کے امتی مرتد ہو کر قادیانی بنتے رہے اور تو دولت سمیٹنے میں مست رہا..... تیرے

لوح و قلم تیرے ہیں

☆۔۔۔ کانوں پہ کبھی جوں تک نہ رینگی..... اتنے بڑے حادثوں نے تیرے دل پر کبھی چوٹ نہ لگائی۔۔۔۔ اتنے بڑے سانحوں نے کبھی تجھے متفکر نہ کیا..... اب بتا تیرا رسول ﷺ سے کیا تعلق؟۔۔۔۔ تیرا رسول ﷺ سے کیا ناتا؟.....

وہ حشر کے میدان میں اپنے ضمیر کے سامنے لاجواب کھڑا ہے ..... ضمیر کے سوالوں نے اسے گھائل کر کے رکھ دیا ہے..... ضمیر اس کو ایک زوردار دھکا مارتا ہے اور کہتا ہے چل اب جہنم کو۔۔۔۔ جہاں کے لپکتے شعلے تیرے منتظر ہیں۔۔۔۔ جہاں کے بچھو اور سانپ تیرے انتظار میں اپنے ڈنک لیے بے قراری سے لوٹ رہے ہیں..... یہ ہولناک منظر دیکھ کر اس کے منہ سے ذبح ہوتے بکرے کی طرح ایک دردناک چیخ نکلتی ہے۔۔۔۔ جس کی ہولناکی سے وہ خواب سے بیدار ہو جاتا ہے..... وہ بری طرح کانپ رہا تھا۔ اس کا جسم پسینے سے شرابور تھا..... تھوڑے اوسان بحال ہوئے تو اس نے سنا کہ محلے کی مسجد سے صبح کی اذان کی آواز آ رہی تھی۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا جانشین کہہ رہا تھا:

اشهدان محمد رسول الله

اشهد ان محمد رسول الله

وہ آنکھیں کھول کر دیوانہ وار ادھر ادھر دیکھنے لگتا ہے۔ اچانک اس کی نظر سامنے لگے کیلنڈر پر پڑتی ہے۔ جس پر جلی حروف سے لکھا تھا۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

☆۔۔۔☆۔۔۔☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت سید شیخ

عرس مبارک

رحمۃ اللہ علیہ

عبدالقادر جیلانی

32 واں
سالانہ

بتاریخ 19-18 جون 2004
30-29 ربیع الثانی بروز جمعہ، ہفتہ

بمقام
اللہ رکھا اینڈ سنز دکان 20/21
جنرل پارکنگ بادامی باغ لاہور

زیر صدارت و سرپرستی

پیر طریقت، رہبر شریعت، خواجہ خواجگان

حضرت خواجہ صوفی محمد حنیف صاحب مجددی نقشبندی

خصوصی خطاب

[illegible]

الحاج مولانا حافظ

خان محمد صاحب قادری

پرنسپل اسلامک یونیورسٹی

خصوصی آمد

پیر طریقت، رہبر شریعت

صاحبزادہ میاں

غلام قدیر احمد صاحب نقشبندی مجددی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ کوٹلہ شریف